قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 28 مارچ 2020ء | 3 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 76

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲﴾

(الحج:2)

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً ساعت کا زلزلہ ایک بہت بڑی چیز ہوگی۔

فرمانِ رسول ﷺ

وبا سے حفاظت کی دعا

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھے اور یہ دعا پڑھے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ عَافَانِیۡ مِمَّا ابۡتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِمَّنۡ خَلَقَ تَفۡضِیۡلًا یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی، تو وہ زندگی بھر اس وبا سے محفوظ رہے گا۔

(سنن الترمذي، کتاب الدعوات)

فرمان خلیفہ وقت

درود پڑھنے کی تاکید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو درود شریف پڑھنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟کیا آنحضرت ﷺ کو ہماری دعاؤں کی حاجت ہے۔نہیں ہے۔بلکہ ہمیں یہ طریق سکھایا ہے کہ اے میرے بندو! تم جب اپنی حاجات لے کر میرے پاس آؤ، میرے پاس حاضر ہو تو اپنی دعاؤں کو قبول کروانے اور اپنی حاجات کو پوری کرنے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچو۔ اگر تم نے یہ وسیلہ اختیار نہ کیاتو پھر تمہاری سب عبادتیں رائیگاں چلی جائیں گی کیونکہ میں نے یہ سب کچھ،یہ سب کائنات اپنے اس پیارے نبی کے لئے پیدا کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

اگرچہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں ۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مد عولہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں ،بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2003ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تکالیف اور شدائد

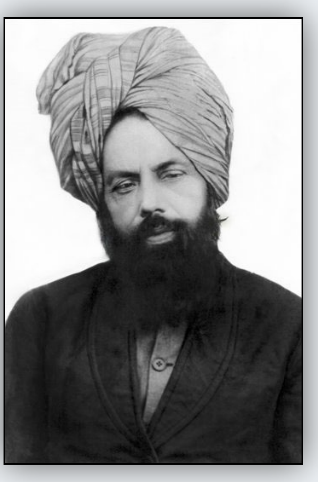

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

● ”انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بھی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں۔ ور ایسے مصائب ان پر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آئیں تو وہ برداشت ہی نہ کر سکے۔ ہر طرف سے ان کے دشمن اُٹھتے ہیں۔ کوئی باتوں سے دُکھ دیتا ہے۔ کوئی حکام وقت کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اس کے بر خلاف اکساتا ہے۔ غرض ہر پہلو سے اس کو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی اور حُزن و غم اُن پر آتا ہے۔ باوجود اس کے ان ساری باتوں کا کچھ بھی اثر اُن پر نہیں ہوتا اور وہ پہاڑ کی طرح جنبش نہیں کرتے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نِکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہگار ہیں؟ ہر گز نہیں۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر بے ہودگی اور کیا ہو گی۔ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجھ لو۔ یہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں۔ اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچّہ کی رُوح مفقود ہو جاتی تو بھی اعتراض کا موقعہ ہوتا۔ لیکن جب جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے تو پھر کہیں گے کہ معاصی کا بکھیڑا کیوں ہے اس کے ساتھ ہی داخل کر سکتا تھا اس کا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسائش کے حصول کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیئے۔ جب تک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اُٹھاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ “

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 436)

اس شمارہ میں

● غزوہ ہند کی پیشگوئی کب اور کیسے پوری ہوئی
● مولانا قاسم نانوتوی کا مناظرہ عجیبہ
● مکرم سلطان احمد طاہر آف کراچی
● الہام وسع مکانک اور احمدیت کی ترقی
● ہومیوپیتھی طریق علاج کی خصوصیات

دربارِ خلافت

درود شریف سے مراتب کی بلندی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے ﷺ۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے ہیں ۔ اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے۔ کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے‘‘۔ (یعنی آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ جو آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والاہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب بن جاتاہے۔اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے‘۔تو فرماتے ہیں کہ اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں ۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھے۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے۔(اللہ تعالیٰ چاہتاہے کہ دین کا ازسرنو سے احیاء ہو، دین پھیلے) لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا۔ اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے یعنی ’’سب سے بڑی شرط یہی ہے کہ دین کو زندہ کرنے والا کون ہوگا،وہی جو اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھتاہے ‘‘سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔یعنی یہ شرط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہے۔یہ اشارہ کررہے ہیں وہ فرشتے۔

’’اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے۔ اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے‘‘

حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسو ل اللہ ﷺ نے فرمایا :قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا‘‘

پھر ایک روایت آتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جووہ کہتاہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا:’’میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک کو ملے گا اورمیں امید رکھتاہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہوجائے گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2003ء)

بدلیں گے دعاؤں سے یہ حالاتِ کرونا

ٹل جائے گی تقدیر سے آفاتِ کرونا
بدلیں گے دعاؤں سے یہ حالات کرونا

رحمت سے خداوند کی مایوس نہ ہو تم
وا اس کا ہے در آؤ مناجاتِ کرونا

آئے گی بہار اب کے تو پھر پھول کھلیں گے
ہلکان نہ رو رو کے یُوں دن رات کرونا

بے چین ، فکر مند ، پریشان ہو گر تم
سجدوں میں بیاں سارے یہ حالات کرونا

ویران ہے معبد تو کلیسا بھی ہے خالی
دکھلائے گا کیا کیا یہ کرشمات کرونا

مجبور ہیں لاچار ہیں مشرق ہو یا مغرب
چہروں سے ہویدا ہیں علامات کرونا

ہر شخص حجابوں میں نقابوں میں ہے ملبوس
دیکھی ہیں عجب ہم نے کرامات کرونا

ہر شہر قرنطینہ و سُنسان پڑا ہے
ہر ملک میں ارزاں ہے یہ سوغات کرونا

مشکل ہو پہاڑوں سی تو ٹل جاتی ہے اس سے
اخلاص سے کچھ صدقہ و خیرات کرونا

غفلت کو کرو دُور کرو راضی خدا کو
الفت کی محبت کی شروعات کرونا

انیس احمد ندیم ۔جاپان

عبدالسمیع خان۔غانا

غزوہ ہند والی پیشگوئی کب اور کیسے پوری ہوئی

پیشگوئیوں کے اصول۔مذہبی تاریخ اور واقعاتی شہادتوں کی روشنی میں

آج کل پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کے مختلف حلقوں میں غزوہ ہند والی پیشگوئی بہت سرگرم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کاایک لشکرہند سے جنگ کرے گا جس میں مسلمان فتح یاب ہوں گے اس حدیث کی جذباتی تشریح کر کے مختلف عناصر عوام اور فوج اور حکومت کو جذباتی نعروں میں بہا کر اپنی مفید طلب کارروائی کرانا چاہتے ہیں اس لئے اس مضمون کو حقائق کی نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔پیشگوئیوں کے متعلق یہ امر مسلمہ ہے کہ جو بھی پیشگوئی خدا کی طرف سے ہو یا اس کے رسول اور مامور کی زبان سے نکلی ہو وہ ضرور پوری ہو کر رہتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ہی مالک کون و مکان ہے اور اس کارسول امین اور مطاع ہے اور رسول کو غیب کی خبریں دیا جانا اور ان کا پورا ہونااس رسول کے خدا کی طرف سے ہونے کی ایک زبردست علامت ہے اسی لئے قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں کثرت سے غیب کی خبریں موجود ہیں جو چودہ سو سال سے پوری ہوتی چلی آ رہی ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن اور ان کے خدا کی صداقت کی ناقابل تردید علامتیں ہیں ۔مگر سوال یہ ہے کہ کیا پیشگوئی کے وقوع میں آنے سے پہلے کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوگی قریب میں ہوگی یا دیر میں ۔ تقدیر مبرم ہے یا ٹل جائے گی ۔کس نام سے کیا مراد ہے۔یہ سب اندازے اور قیاسات ہیں جو حقیقت کے قریب بھی ہو سکتے ہیں اور دور بھی اور بعیداز حقیقت بھی اور یہ طریق بھی خدا نے اسی لئے مقرر کر رکھا ہے تاکہ رسول کی سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو یعنی یہ پیشگوئی رسول نے خود نہیں گھڑی بلکہ کسی اور ہستی نے اسے بتائی ہے اور اس کی کنہ اور کیفیات سے رسول بھی واقف نہیں جب پیشگوئی پوری ہو گی تب رسول کو بھی سمجھ آئے گی اور خدا کی ہستی اور علم لازوال پر گواہ ہو گی تاریخ مذہب یہی شہادت دیتی ہے۔

چند معنی خیز پیشگوئیاں

آقائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور بے نفسی ملاحظہ ہو آپؐ کو ایک جگہ ہجرت گاہ کے طور پر دکھائی گئی آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے یمامہ یا ہجر کا علاقہ سمجھا مگر وہ مدینہ ثابت ہوا(صحیح بخاری کتاب التعبیر باب اذا رای بقرا۔حدیث نمبر 7035)آقا ﷺ نے خواب میں ابوجہل کے لئے جنت میں انگور کا خوشہ دیکھا مگر ابوجہل تو کفر کی حالت میں واصل جہنم ہوا اس کا بیٹا عکرمہ مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور خواب کی تعبیر سمجھ لی عکرمہؓ نے اسلام کی خاطر عظیم قربانیاں کیں اور جنت کے انگور کھائے۔

(السیرۃ الحلبیہ باب فتح مکہ جلد 3 ص 133)

مولائے کل ﷺ نے فرمایا میرے بعد سب سے پہلے میری وہ بیوی فوت ہو گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے ازواج مطہراتؓ نے ہاتھ ماپے تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ لمبے نکلے مگر جب سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحشؓ فوت ہوئیں تو پتہ لگا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والے ہاتھ ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقۃ حدیث نمبر 1420)

سفر ہجرت میں سراقہ سے فرمایاکہ کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے یہ پیشگوئی حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پوری ہوئی اور حضرت عمرؓ نے باصرار سونے کے کنگن سراقہ کو پہنائے باوجودیکہ مردوں کے لئے سونا پہننا منع ہے لیکن خدا کے رسول کا کلام پورا کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے ایسا کیا گیا ۔

(اسد الغابہ تذکرہ سراقہ)

پس پیشگوئیوں کا ایک اپنا جہان معانی ہے جس کو روحانی علوم کے ساتھ ہی مطالعہ کرنا چاہئے ورنہ یہودیوں والا حال ہوگا بائیبل میں ملاکی نبی کی پیشگوئی تھی کہ یہودیوں کے مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے گا حضرت مسیحؑ کے دعوے پر یہود نے یہی مطالبہ کیا مگر مسیحؑ نے فرمایا کہ ایلیاء سے مراد یحییٰ ہے اور آسمان سے مراد روحانی برکتیں اور انوار ہیں لیکن یہودیوں نے انکار کر دیا اور آج تک دیوار گریہ پر آنسو بہاتے ہیں اور ایلیا کے آسمان سے اترنے کی التجا کرتے ہیں۔

(ملاکی باب 4 آیت 5 اور متی باب 11 آیت 13 تا 15)

احادیث میں رسول کریم ﷺ کی سینکڑوں پیشگوئیاں درج ہیں ان میں سے ایک متذکرہ غزوہ ہند والی پیشگوئی بھی ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ پوری ہوگی کیسے ہو گی یہ اللہ بہتر جانتا ہے مگر آئیے اصولوں کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

روایت کے اصولوں پر

یہ پیشگوئی صحاح ستہ یعنی حدیث کی 6 صحیح ترین کتب میں سے سنن نسائی میں موجود ہے جو درجہ کے لحاظ سے 6 میں سے پانچویں نمبر پر ہے صحاح ستہ وہ کتب ہیں جن کے مصنفین نے راویوں کے متعلق یہ تسلی کر لی تھی کہ وہ سچے اور انسانی اندازوں کے مطابق راستباز تھے مصنف کتاب سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک راویوں کا سلسلہ مکمل ہے اور کوئی راوی غائب نہیں ہے پس اس پہلو سے تو ایک حد تک اعتماد ہے کہ علم روایت کی رو سے حدیث بظاہر درست معلوم ہوتی ہے۔

حدیث کا متن

حدیث کے الفاظ ہیں عن ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ عن النبی ﷺ قال عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند و عصابۃ تکون مع عیسی بن مریم علیہ السلام

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الہند ص 42 حدیث نمبر 3175)

حضرت ثوبانؓ(جو رسولؐ کے آزاد کردہ غلام تھے)سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ آگ سے بچائے گا ان میں سے ایک گرو وہ ہند سے جہاد کرے گا اور دوسرا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا ۔

سنن نسائی میں ہی حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا تھا (سنن نسائی حدیث نمبر 3173)

اس کے علاوہ بھی قریب زمانہ کی اوربعد کی متعددکتب احادیث اور تاریخ میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور لفظوں کے تھوڑے تھوڑے فرق کے باوجودِ مفہوم ایک جیسا ہی ہے جس سے اس امکان کو تقویت ملتی ہے کہ یہ کلام رسول ﷺ ہی ہے چند کتب کے نام یہ ہیں مسند احمد ۔ المعجم الاوسط طبرانی۔سنن الکبریٰ بیہقی۔ البدایہ والنہایہ

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت میں غزوہ ہنداور اس میں مسلمانوں کے فتح پانے کا ذکر ہے اور یہ کہ مسلمان ان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر واپس آئیں گے تو ابن مریم کو شام میں پائیں گے اس روایت کو ناقابل اعتماد اور ضعیف قرار دیا گیا ہے کیونکہ کہ اس کے راوی مجہول اور غائب ہیں۔

(کتاب الفتن نعیم بن حماد)

پہلا گروہ

اس پیشگوئی کے ظہور میں آنے کے متعلق کافی اختلافات ہیں واضح ہے کہ اس میں دو گروہوں کا ذکر ہے پہلے گروہ کے متعلق کئی مکاتب فکر ہیں۔

نمبر1 یہ پیشگوئی ہندوستان پر محمد بن قاسم اور بعد کے مسلم حملہ آوروں کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔

نمبر 2 پاکستان اور ہندوستان کے مابین ہونے والی جنگوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا آئیے ان کا محاکمہ کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کےزمانہ میں سندھ پنجاب اورموجودہ ہندوستان کا علاقہ ہند یا سندھ کہلاتا تھا پس پاکستان قدیم جغرافیائی نقشوں میں ہند ہی ہے اور ہند ہی کے ایک علاقہ کی دوسرے سے لڑائی کی رسول اللہ ﷺ خبر نہیں دے رہے بلکہ اپنی امت کے ایک ایسے طبقہ کی ہند سے لڑائی کی خبر دے رہے ہیں جو غیر ہندی ہوگا پس پاک و ہند جنگوں پر اس کا اطلاق بہت حد تک غیر معقول ہو گا ۔

رسول اللہ ﷺ نے ہزاروں پیشگوئیاں فرمائی ہیں اور ان کے درمیان ایک پورا مربوط نظام ہے جس کی ایک کڑی دوسرے کو تقویت دیتی ہے اور پوری زنجیر بناتی ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کیف تھلک أمۃ أنا فی أولھا وعیسی فی آخرھا یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ہو گا۔

(معجم ابن عساکر جلد 1 ص 451)

اسلام کے دور اوّل میں جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی تھی جس کا ایک مقصد مذہبی آزادی کا قیام اور ظلم و ستم کا خاتمہ تھا اس لئے دور اوّل میں بہت سے ملکوں میں جہاد کے

ساتھ ان عناصر کا خاتمہ کیا گیا جو مذہبی آزادی پر رکاوٹیں عائد کئے ہوئے تھے ظلم و جور کا دور دورہ تھا اسلامی جہاد نے ان کا زور توڑا لوگوں کو اسلام کا حسین پیغام اور امن و آشتی اور مساوات کا نظام دیکھنے کا موقع ملا اور پھر لوگ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

ہند میں اسلام کی خوشبو

مؤرخین کے مطابق علاقہ ہند میں اسلام کی پہلی کرن ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے پھوٹی تھی جب 10 نبوی میں شق قمر کا واقعہ دیکھ کر مالابار کا راجہ زمورن اس نتیجہ پر پہنچا کہ عرب میں ایک پیغمبر پیدا ہو گیا ہے ۔

(آئینہ حقیقت نما ص 71 اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

روایت ہے کہ راجا سلطنت چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہونے کے لئے چل پڑا مگر راستے میں فوت ہو گیا عہد فاروقی میں 15ھ میں مالابار اور سراندیپ کے علاقوں میں اسلام کی خوشبو پھیلنی شروع ہوئی۔

ہندپر پہلا حملہ

مشہور مؤرخ علامہ بلاذری کی تحقیق کے مطابق ہند پر مہم جوئی کا آغاز حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہوا 15ھ 636ءمیں سندھ پر مغیرہ نے حملہ کیا مگر شہید ہو گئے 23ھ میں مسلمان ایک اور حملہ میں فتح یاب ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں 29ھ (649 ء) میں مکران کے مسلمان حاکم ہند کی سرحد تک پہنچ گئے اور بلوچستان سے ملحقہ بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا 39ھ (659 ء) میں حضرت علیؓ نے ہندوستان کے محاذ پر لشکر بھیجا اور لڑائی میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی سندھ پر فوجیں روانہ کرنے کا سلسلہ اگرچہ خلافت راشدہ کے زمانہ سے جاری تھا مگر یہ فتوحات سرحدی علاقوں سے آگے نہ بڑھیں لیکن 712ء میں محمد بن قاسم نے سندھ کے علاقہ کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا اسی لئے سندھ باب الاسلام کہلاتا ہے اس کے بعد ہندوستان کی فتوحات کا سلسلہ مدتوں جاری رہا۔

اولین اسلامی دستے

پس اس پیشگوئی کے پہلے حصے کا اطلاق ان اوّلین اسلامی دستوں پر ہو سکتا ہے جنہوں نے ہند میں اسلام کا دروازہ کھولا اس میں محمد بن قاسم اور ان کے ساتھیوں کا بڑا کردار ہے جنہوں نے سندھ میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی بہت بعد کی لڑائیاں سیاسی جنگیں تو کہلا سکتی ہیں مذہبی نہیں کیونکہ ان میں مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں بھی شامل ہیں۔

دوسرا گروہ

دوسرے گروہ کا تعلق مسیحؑ کے ساتھ ہے اور اس میں کسی جنگ کا ذکر نہیں یہ ان احادیث کے عین مطابق ہے جن میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیحی جنگیں یعنی مذہبی جنگیں ختم کر دے گا یا یضع الجزیہ یعنی جزیہ ختم کر دے گا اور دنیا مذہبی آزادی کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہو گی۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ حدیث نمبر 3448)

حدیثوں میں ہے کہ آیت تضع الحرب اوزارھا یعنی جنگ اپنے اوزار رکھ دے گی کا تعلق یاجوج ماجوج اور مسیح ؑ کے ساتھ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 8 ص 335۔تفسیر طبری جلد 12 ص 467)

یہ دور آچکا ہے اور یورپ امریکہ ۔افریقہ ۔ایشیا۔آسٹریلیا۔عالم عرب حتیٰ کہ اسرائیل میں بھی مسلمان خدا کی عبادت آزادی سے کرتے ہیں سوائے فلسطین اور کشمیر اور چند سیاسی شورش زدہ علاقوں کے۔۔ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی ہزاروں مساجد مدارس اور مقدس مزارات ہیں۔ہندوستان میں سکھ حکومت کے بعد انگریزوں کی آمد سے مذہبی آزادی کا جو دور شروع ہوا وہ بالعموم جاری ہے۔

یہی وہ دور ہے جس میں ایک وجود نے تمثیلی طور پر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جنہوں نے حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا اعلان کیا اوروہ موعود مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان فرمایا جس کا امت مسلمہ انتظار کر رہی تھی انہوں نے جماعت احمدیہ کی 1889ء میں بنیاد رکھی جو علم اور قلم کے ذریعے اسلامی جہاد کا فریضہ ساری دنیا میں ادا کر رہی ہے پس اگر مسیحؑ نے آسمان سے اُترنا ہے تو یہ پیشگوئی یقیناً ان کے ساتھ پوری ہو گی لیکن اگر حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں تو پھر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت اس پیشگوئی کی مصداق ہے جو 213 ملکوں میں پھیل چکی ہے اور ایک واجب الاطاعت امام ان کا رہنما ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے بے شمار دلائل ہیں جو ایک الگ بحث ہے۔

عظیم الشان پیشگوئی

پس اگر یہ مؤقف درست ہے اور جیسا کہ واقعات اس کی صحت ثابت کر رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام محض ایک پیشگوئی نہیں بلکہ عظیم الشان پیشگوئیوں اور مفاہیم پر مشتمل ہے یہ کلام بتا تا ہے کہ ہند میں اسلام کے دو دور مقدر ہیں ایک وہ جب اسلام جہاد بالسیف کے ساتھ ہند میں داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا اور یہی وہ علاقہ ہے جہاں مسیح موعود ظہور پذیر ہو گا اور اس کی بعثت کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہو گا ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گی اور جہاد بالقلم اور تبلیغ کے ذریعہ خدمات بجا لائے گی اور خدا انہیں جنت عطا فرمائے گا

جیسا کہ مسیح ؑ کے متعلق حدیث میں ہے یحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ یعنی مسیح موعود اپنے ساتھیوں کو جنت میں ان کے درجات سے مطلع فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر 2937)

دوسری روایت میں ہے یبشرھم بدرجات الجنۃ..

(کتاب الفتن ۔ نعیم بن حماد ۔ جلد 2 ص569 ،حدیث نمبر 1593)

پس ہمارے نزدیک تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی ببانگ دہل گواہی دے رہی ہے ۔

بستر پہ موجود رہے اور سیر ہفت افلاک
ایسی کسی پہ رحمت کی برسات نہیں دیکھی
صدیوں کی اس دھوپ چھاؤں میں کوئی ہمیں بتلائے
کون سی پوری ہوتی اس کی بات نہیں دیکھی

****

یتامیٰ کی خبر گیری اور دلداری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس تو بھی یتیم پر سختی نہ کر۔ (الضحیٰ : 10)

یعنی اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم ﷺ کو تاکید فرماتا ہے کہ ہم نے جو لاکھوں احسان تم پر تمہارے یتیم ہونے کی وجہ سے کئے ہیں اس کے بدلے میں یتیموں پر تم بھی احسان کرو اور ان کی خبرگیری کرتے رہو۔ یہ خبرگیری ایسی نہ ہو کہ یتیم اپنے آپ کو کم تر سمجھنے لگے بلکہ یہ برابری کی بنیاد پر ہو۔ان یتامیٰ کا خیال بھی ویسے ہی رکھا جائے جیسا کہ اپنی اولاد اور عزیزوں کا رکھا جاتا ہے۔ان کی خبرگیری اور دلداری کا بڑا ثواب ہے۔

چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ :

”میں اور یتیم کا متکفل جنت میں اس طرح باہم اکٹھے ہوں گے جس طرح تشہد کی انگلی اور درمیانی انگلی“

ایسے امور جن پر عمل پیرا ہو کر ہم یتیموں کی بہتر خبرگیری کر سکتے ہیں۔

سورۃ البلد آیت 16,15 میں حکم ہے۔

یا بھوک کے دن کھانا کھلانا یتیم کو (یا) جو قریبی (رشتہ دار) ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ یتیم کو جس کی جتنی توفیق ہو اور جس قدر میسر ہو کوشش کرے کہ کھانا کھلایا جائے۔ خصوصاً عید یا خوشی کے موقعہ پر یتیموں کو ضرور ان اچھے کھانوں میں شامل کیا جائے تا کہ خوشی دوبالا ہو جائے۔

یتیم کے مال کا خیال رکھنااور یتیموں کو ان کے مال دے دو۔ (النساء: 3)

اکثر دیکھا گیا ہے کہ یتیم کو کمزور سمجھ کر اس کے مال کو ناجائز طریق سے ہڑپ کرلیا جاتا ہے۔ ایسے فعل کو سختی سے منع فرمایاگیا ہے یا یہ کہ اچھی چیز لے کر بدلے میں بری چیز دے دی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے (بارہ میں) انصاف نہ کرسکو گے (النساء:4)

اگر انصاف نہ کرسکنے کا ڈر ہو تو منع فرمایاگیا ہے کہ ایک سے زائد یتیم بچیوں کے ساتھ شادی کی جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول کریم ﷺ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔

آپؐ نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر۔ ایک اور موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تجھ میں نرم دلی پیدا ہو؟ اور تیری حاجات پوری ہوتی رہیں؟ (تو) تو یتیم پر رحم کیا کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر، اپنے کھانے سے اسے کھانا کھلا۔ تیرے دل میں نرمی پیدا ہوگی اور تیری حاجت روائی ہوتی رہے گی

غزوہ احد کے موقعہ پر ایک شخص کا بیان ہے کہ ”میں آپؐ سے ملا اور اپنے باپ کا حال دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شہید ہوگئے۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سن کر وہ شخص روپڑا۔ آپ نے مجھے لیا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور فرمایا کہ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں؟ اور عائشہ تیری ماں ہو جائے۔“ (حیاۃ الصحابہ)

اپنی مرادیں برلانے کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے کتنے دلنشین انداز میں سمجھایا ہے اور اس سے بڑھ کر کیا انعام ہوسکتا ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی خبرگیری کرکے انسان کو جنت بھی مل جائے اور حضرت نبی کریم ﷺ کا قرب بھی حاصل ہو جائے۔

یہ بابرکت تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جنوری و 5 فروری 1999ء میں فرمائی۔ اس بابرکت تحریک کے ذریعہ بھی ہم یتیم کی بہترین خبرگیری کرسکتے ہیں۔ ایک یتیم بچے کی کفالت کا خرچ اندازاً ایک ہزار روپے سے تین ہزار روپے ماہانہ اور یونیورسٹیز میں ہوسٹل وغیرہ کے اخراجات 5ہزار سے6 ہزار روپے ماہوار تک ہے اور اس وقت ”امانت کفالت یکصد یتامیٰ“ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں 1200 یتامیٰ، کمیٹی کی زیر کفالت ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو یتیم کی خبرگیری بہترین طریقے سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں ہی سنور جائیں۔

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا مناظرہ عجیبہ

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ان بزرگان میں سے ایک ہیں جنہیں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا حقیقی عرفان حاصل ہوا چنانچہ آپؒ نے اپنی متعدد تحریرات میں اس بات پر زور دیا کہ قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے لئے لفظ خاتم النبیین فی محل مدح استعمال ہوا ہے لہذا سورۃ احزاب کی آیت میں بلحاظ زمانہ آپؐ کے خاتم النبیین سے زیادہ بلحاظ مرتبہ آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہؐ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا اِس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“

(تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صفحہ 3،2 مطبع صدیقی بریلی باہتمام مولوی محمد منیر)

اسی رسالہ ”تحذیر الناس“ میں حضرت مولانا صاحبؒ نے یہ وضاحت بھی تحریر فرمائی کہ

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ صفحہ 33۔ مطبع صدیقی بریلی باہتمام مولوی محمد منیر)

حضرت مولانا صاحبؒ کا یہ بیان قرآن و حدیث سے تائید یافتہ تھا لیکن چونکہ عام طور پر رائج خیال کے مخالف تھا اس لئے عام خیالات والے حضرات نے آپؒ کے بلند علمی مقام کے باوجود بہت شور مچایا، آگرہ کے ایک اخبار ”تیرھویں صدی“ نے زیر عنوان عجب تماشائیت لکھا:

”ایک بزرگ عالم عارف عامل مکاشف رفیع المقامات بدیع الکرامات تو وہ تھے کہ تحذیر الناس عن اثر ابن عباس میں خاتم النبیین کی تفسیر میں وہ تاویل بدیع کر گئے ہیں کہ آج تک دیکھی نہ سنی یعنی اس لفظ کے معنی آخر الانبیاء کے نہیں، اس میں تمدح ہی کیا ہے انبیاء تو اور بھی ہو سکتے ہیں اور ہیں و العیاذ باللہ اس کے معنی ہیں مرجع نبوت حقیقتاً کہ جتنے انبیاء ہوئے اور ہیں اور ہوں سب آپ ہی کے ہوکر رہے اور ہیں، گویا آپ اصل ہیں اور وہ سب شاخیں اور اسی معنی کی رو سے حضرت رسالت کے عظمت ثابت ہوتی ہے۔ دیکھیے اظہار عظمت رسالت کی آڑ میں در پردہ کیا اپنی نبوت کی بنا جمائی ہے، خاتمیت کی سد سکندری کیا ادنٰی حرکتِ قلم سے اٹھائی ہے، غضب ہے بلا ہے نبوت کا دعویٰ نہیں تو کیا ہے۔“

(اخبار تیرھویں صدی، آگرہ جلد 2 نمبر 5 رجب المرجب 1297ھ (1880ء) صفحہ 4 ایڈیٹر خان بہادر میر ناصر علی)

(https://rekhta.org/ebooks/terahwin-sadi-shumara-number-005-magazines)

اس شور شرابے اور مخالفت کے باوجود حضرت مولانا نانوتوی صاحبؒ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے اور مخالفت کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ گو کہ حضرت مولانا نانوتویؒ نے تو صاف لکھا تھا کہ آیت خاتم النّبیّن سے آنحضور ﷺ کو زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ماننا مقام مدح میں درست نہیں ہو سکتا لیکن مسلمانوں نے آپؒ کی امید کے خلاف فی محل مدح معنوں کو بالکل ترک کر کے صرف دوسرے معنی پر زور دیا حالانکہ حضرت مولانا صاحبؒ نے ان معنوں کے متعلق فرمایا تھا کہ ”اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“ اور تو اور خود دیوبندیوں نے بھی وہ معنی گوارا نہیں کئے جس پر کہ بانی دارالعلوم دیوبند زور دے رہے تھے اور اُن کے بیان فرمودہ معنوں کو اپنے لئے موجب خفت سمجھنے لگے یہی وجہ ہے کہ دیوبندی حضرات نے رسالہ ”تحذیر الناس“ کی بعد کی اشاعتوں میں ساتھ ہی مقدمہ، حاشیہ اور توضیح بعض عبارات کے تحت وضاحتی جملے ڈال کر قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ گویا حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحبؒ نے حضور اکرم ﷺ بلحاظ زمانہ آخری نبی بیان کئے ہیں نہ کہ کچھ اور، اس کے ثبوت میں دیوبندی حضرات حضرت مولانا صاحبؒ کی ایک اور کتاب ”مناظرہ عجیبہ“ کے چند حوالے پیش کرتے ہیں: (نوٹ: یہ تمام حوالے مناظرہ عجیبہ ناشر سید محمد معروف ۔ مکتبہ قاسم العلوم جے ون 140، کورنگی کراچی۔ اشاعت اول جولائی 1978ء سے لئے گئے ہیں۔)

1۔حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔“ (صفحہ 9)

2۔”خاتمیتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔“ (صفحہ 56)

3۔”خاتمیتِ زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لئے گنجائشِ انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔“ (صفحہ 71)

4۔”ہاں یہ مسلّم ہے کہ خاتمیتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔“ (صفحہ 96)

5۔”بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تأمل کرے اُس کو کافر سمجھتا ہوں۔“ (صفحہ 144)

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ یہ سب ”مناظرہ عجیبہ“ کی عبارات ہیں۔ ”مناظرہ عجیبہ“ اس خط و کتابت پر مبنی کتاب کا نام ہے جو رسالہ ”تحذیر الناس“ کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ اور مولانا عبدالعزیز صاحب کے درمیان ہوئی اور اس خط و کتابت کا اصل موضوع رسالہ تحذیر الناس کے مندرجات بالخصوص ختم نبوت پر بحث تھا۔ جیسا کہ ذکر ہوا حضرت مولانا نانوتوی صاحبؒ اپنے معنوں سے پیچھے نہیں ہٹے یہاں تک کہ مولانا عبدالعزیز صاحب نے یہ انتباہ بھی کیا:

”ایسے واہیات سے زبان و قلم بند کیجیے پھر ہماری آپ کی صلح ہے“ (صفحہ 127)

پس حضرت نانوتویؒ صاحب کی کتاب ”مناظرہ عجیبہ“ خود ایک اور تائید ہے اس مؤقف کی جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے یعنی خاتم النّبیین (نبیوں کی مہر) لقب میں آنحضرت ﷺ کی افضلیت ہی اعلان کی گئی ہے، اگر ختم سے مراد آخری لئے جائیں تو پھر مراد شریعت والی نبوت ہوگی کیونکہ غیر شرعی نبوت کا دروازہ خود قرآن و حدیث اور اکثر بزرگان سلف نے کھلا بتلایا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوتِ تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت ﷺ کے بالکل مسدود ہے اور قرآنِ مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطّل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔“

(الوصیت صفحہ 11 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311 حاشیہ)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ صاحب بھی فرماتے ہیں:

”غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو،“ (مناظرہ عجیبہ صفحہ 58)

بہرکیف ذیل میں کتاب ”مناظرہ عجیبہ“ کے چند دلچسپ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

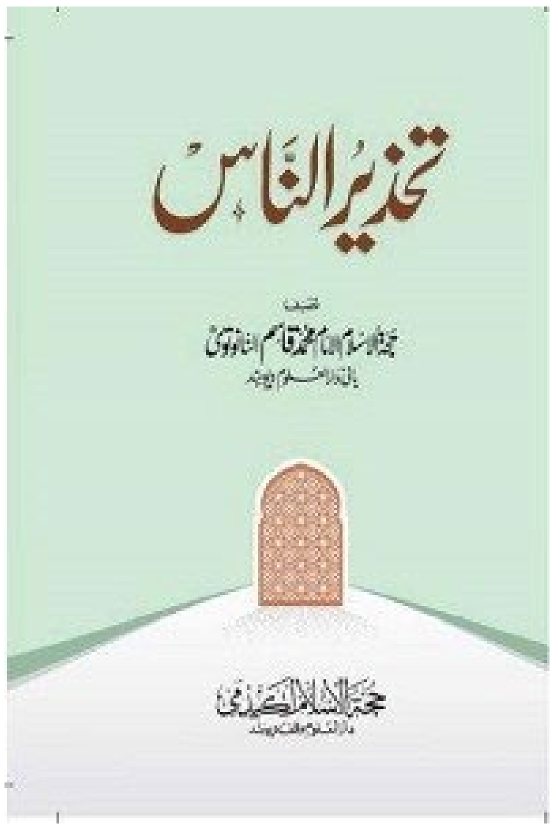

تحذیر الناس کی تالیف

جو اپنا ما فی الضمیر تھا لکھ بھیجا .... بلکہ وہ افضلیت ثابت کی کہ بعد خدائے تعالیٰ اور کسی کو ثابت ہی نہیں.... مگر جس

پر یہ شور اٹھا کہ خدا کی پناہ! یہ ناکارہ تو سب چھک پو بھول گیا الٹی ازار گلے میں آگئی، احسان کے بدلے الزام نقصان لگانے لگے۔ مولانا! جائے انصاف ہے میں نے کون سے عقیدۂ مسلمہ کو توڑ دیا، رسول اللہ ﷺ کی شان میں میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہاں اثبات افضلیت کا دم بھروں تو آپ ہی فرمائیں کیا جھوٹ ہوگا۔

(صفحہ 66، 67)

تقدّم و تاخّر زمانی وجہ فضیلت نہیں

’’علیٰ ھذا لقیاس تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں، تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے، اور تقدم بالشرف اور تقدم و تاخر کے لئے یہ دونوں نوعین جدا جدا ہیں، ایک کو دوسرے سے کچھ علاقہ نہیں البتہ خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ آپ ہی فرمائیں کہ تاخر زمانی میں بالذات کیا فضیلت ہے؟‘‘ (صفحہ 32)

قرآن میں افضلیت محمدؐ کی سب سے بڑی دلیل آیت خاتم النبیین ہے۔

’’اور ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت عمدہ عقائد اسلام میں سے ہے اور ہر کلام اللہ کی شان کلام اللہ ہی میں تبیاناً لکل شی فرماتے ہیں، پھر جب یہی رکن اسلام کلام اللہ میں نہ ہو تو تبیاناً لکل شی کہنے کے کیا معنے ہوں گے۔ اس لئے آپ سے اور نیز اور معترضان تحذیر کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ خاتمیت معروضہ احقر کو نہ ماننے پر سب کے سب رل مل کر ہفتہ دو ہفتہ، مہینے دو مہینے میں، برس دو برس ہی میں اس مسئلہ کو کلام اللہ سے ثابت کر دیجیے۔ پر بطور پیش بندی اتنا معروض ہے کہ آیت ’’وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ‘‘ اور آیت ’’لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا‘‘ اور آیت ’’فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ‘‘ اور آیت ’’وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ‘‘ وغیرہ سے استدلال نہ فرمائیں کیونکہ مضمون رحمۃ اس بات کا خواستگار نہیں کہ مرحوم سے مصداق رحمت افضل ہو۔ علی ھذا القیاس مفہوم انداز اس بات کو مقتضی نہیں منذر و نذیر منذَرین بفتح الذال سے افضل ہو ... ایسے ہی وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ سے نہ خصوصیت محمدی ﷺ ثابت ہوتی ہے نہ عموم درجات۔ سوا اِن کے اور آیات سے بھی امید اثبات افضلیت نہ رکھیے گا اور اگر کسی آیت میں سوا خاتم النبیین افضلیت کی طرف بوسیلہ دلالت التزامی اشارہ بھی ہے تو مجھ کو اتنی امید نہیں کہ وہیں سے اثباتِ مدعا مذکور کوئی صاحب کر دیں.....‘‘ (صفحہ 33،34)

تفسیر بالرائے پر تکفیر کا چھینٹا! بڑے بڑے اکابر تک بوچھاڑ جائے گی

’’مولانا! اگر یہی تفسیر بالرائے ہے تو بالضرور آپ مفسرین کبار کو بھی داخل وعید مذکور سمجھتے ہوں گے کیونکہ ایک ایک آیت میں اقوال متعددہ موجود سب تو مرفوع الیٰ رسول اللہ ﷺ ہو ہی نہیں سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ میں سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا، باقی سب منجملہ تفسیر بالرائے ہوں گے۔ سو یہ تکفیر کا چھینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑے گا بڑے بڑے اکابر تک یہ بوچھاڑ جائے گی۔ سو ہم تو یوں بھی سمجھ کر چپ ہو رہیں گے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا، ایسے ایمان کو ننگِ کفر کہیے تو بجا ہے پر اکابرین دین کو آپ کیا منہ دکھلائیں گے۔‘‘

(صفحہ 51، 52)

’’اگر فقط نئے مضامین کا نکالنا مخالفت جمہور ہے تو میں کیا تمام مفسرین کی جانب یہ الزام عائد ہوگا ایسا کون سا مفسّر ہے جس نے کوئی نہ کوئی نئی بات نہیں کہی اور کوئی نہ کوئی نکتہ نہیں نکالا۔‘‘ (صفحہ 52)

حجیت اجماع حجیت قرآن سے کم ہے

’’حجیت اجماع بہر حال حجیت قرآن شریف سے کم ہے اس لئے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم میں زیادہ نہ ہوگا تو کم بھی نہ ہوگا۔‘‘

(صفحہ 58)

خاتمیت زمانی سے غرض

’’غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو، علوم نبوت اپنی انتہا کو پہونچ جائیں، کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو یہ احتیاج باقی نہ رہے۔ سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جب کہ انبیاء مفروض الوجود بعد زمان محمدی ﷺ یا فی زمان محمدی ﷺ اس زمین میں پیدا ہوں کیونکہ ان کی گنجائش ہے۔‘‘

(صفحہ 58)

توحیدی خداوندی سے بڑھ کر توحید محمدی پر زور

’’اپنے زمرہ میں سے تو آپ کسی کو بتلائیں کہ یہ افضلیت اس نے ثابت کی ہو، ہاں بے وجہ کا شور و دعویٰ افضلیت اگر دعویٰ مدلل سے بڑھ سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ جن کو نہ خدا کی خدائی سے مطلب نہ اس کی قدرت پر کچھ نظر۔ اگر ہے تو دعوے امتناع نظیر محمدی ﷺ ہی ورد زبان ہے، توحید خداوندی کو منسوخ کر کے توحید محمدی پر ایمان ہے، بالیقین ہم سے بڑھے ہوئے ہیں مگر اہل انصاف اور فہم کے نزدیک یہ بڑھ جانا اگر ہے تو اسی قبیل کا ہے جس طرح نصاریٰ محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اہل اسلام سے بڑھے ہوئے ہیں۔‘‘

(صفحہ 67)

’’توہین والے آج کل سر خرو ہو بیٹھے تعظیم والوں کی جان کو بن گئی‘‘

’’باوجود یہ کہ میں نے کوئی بات موجب توہین شان نبوی ﷺ نہ کہی تھی، کہی تھی تو وہ بات کہی تھی کہ دربارہ اثبات افضلیت کسی ایک دو ہی نے کہی ہوگی جس پر ابناء روز نے یہ لتاڑ بتلائی ہے کہ ساری تن آسانیاں بھول گیا، دامن چھوڑانا مشکل پڑ گیا۔ خدانخواستہ اگر کوئی کلمہ موہم توہین بھی میرے منہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے، میں نے غلط کہا توہین والے آج کل سرخ رو ہو بیٹھے تعظیم والوں کی جان کو بن گئی۔‘‘ (صفحہ 69)

خاتمیت مرتبی کی بجائے خاتمیت زمانی سے افضلیت ثابت کرنے کے متعلق دلچسپ لطیفہ

’’مجھ کو اس وقت ایک حکایت یاد آئی۔ کسی امیر جاہل کے کچھ ایسے ہی نیم ملّا سے منشی تھے اس امیر کے نام کے ساتھ بہادر تو نہ لکھا بحادر لکھ گئے، دوسرے منشی جو اتفاق سے آئے تو اپنی فروغ کے لئے اس منشی کی یہ غلطی نکال کر لائے۔ وہ امیر منشی اوّل پر بہت خفا ہوئے تو وہ منشی کیا کہتا ہے جناب عالی! کمترین تو بغرض تعظیم آپ کو بحادر بڑی ’’ح‘‘ سے لکھتا ہے، یہ منشی چاہتا ہے کہ آپ کی قدر گھٹ جاوے، بڑی ’’ح‘‘ کی جا چھوٹی ’’ہ‘‘ جائے۔ امیر صاحب کو یہ جواب پسند آیا اور منشی ثانی ہی کو نکلوا دیا۔‘‘ (صفحہ 69)

حق بات کہیں تو مخالفت، نہ کہیں تو دین میں رخنہ

’’....ایسے اختلافات کے زمانہ میں جس میں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کی افضلیت ہاتھ سے جاتی ہے اور ایک طرف خدا کی اعجوبہ کاری کے سوا صحابہ کرامؓ اور محدثین عظام بلکہ خود حضرت خاتم عالی مقام ﷺ کی تکذیب نظر آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی نہ کہیے تو دین میں رخنہ اہل دین کا نقصان اور اگر کہیے تو آپ سے عنایت فرما یوں سیدھی الٹی سنانے کو تیار ہیں جس سے عوام اہل اسلام کے نزدیک بات کا اعتبار گیا سو گیا اور ایک نزاع عظیم کھڑا ہوگیا جس سے کفار و اہل بدعت کو ہنسنے کا موقع ملا اور آپس میں بجائے محبت ایمانی اور عداوت نفسانی اور خلش شیطانی کھڑی ہوگئی۔ خیر بجز اس کے اور کیا کہیے۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔‘‘ (صفحہ 74)

آپ کا خدا ایسا عاجز ہوگا ہمارا تو ایسے خدا کو سلام ہے

’’ہمارا بھی یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ دربارۂ کمالات اگرچہ بمقابلہ کائنات لا ثانی ہیں اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہ ہوا ہے نہ ہو مگر خدائے قدیر کو ایسے صاحب کمال کا ثانی بنا دینا کچھ دشوار نہیں بلکہ اس کی قدرت لا انتہا کے سامنے ایسے ایسے افراد غیر متناہی کا بنا دینا ایسا ہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ ﷺ کا پیدا کرنا۔ ولا یمسہٗ لغوب۔‘‘

(صفحہ 86، 87)

’’اور اگر نظیر بمعنی اصلی مطلوب ہے تو سنیے بعد لحاظ خاتمیت زمانی بھی نظیر خاتم النبیین ﷺ ممکن ہے اور اگر اب بھی ممتنع ہے تو یوں کہو خدا تعالیٰ ایسا عالم اور کوئی نہیں بنا سکتا تو ہمارا تو ایسے خدا کو سلام ہے، آپ کا خدا ایسا عاجز خدا ہوگا۔‘‘ (صفحہ 89)

اگر فضیلت محمدی ثابت کرنا بدعت ہے تو ہاں میں بدعتی ہوں

’’اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کر کے کوئی نکتہ زائد کہنا بدعت ہے تو میں کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہوں گے۔ خیر مرگ انبوہ جشنے دارد غنیمت ہے آپ نے تنہا ہمیں پر عنایت نہیں فرمائی دور دور تک آپ کے ارادے ہیں.... اگر آپ مخالفت اجماع ثابت کرتے ہیں تو کسی کتاب میں یہ بات نکال کر لائیے کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہیں کہ خاتمیت زمانی سے زیادہ مراد لینا نہ چاہئے جو خاتمیت مرتبی مراد لی وہ مبتدع ہے بلکہ اتنا ہی دکھلا دیجیے کہ خاتم النبییّن کے یہی معنے ہیں ہاں یہ مسلم کہ خاتمیۃ زمانی اجماعی عقیدہ ہے .....اب گزارش قابل یہ ہے کہ فضیلت نبوی ﷺ کا ثابت کرنے والا اگر مبتدع ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنے ہیں تو البتہ یہ کمترین مبتدع ہے ورنہ پھر فرمائیے کون ہوتا ہے؟‘‘

(صفحہ 96)

زمین و زمان اور کون و مکان کو آپؐ سے شرف ہے آپؐ کو اُن سے شرف نہیں

’’سو خاتمیت یا اوّلیت زمانی کچھ کمال نہیں ورنہ زمانہ سے افضلیت کا استفاضہ ماننا پڑے گا، یہ معنی ہوں گے زمانۂ اوّل آپ پیدا ہوئے، وہ اشرف تھا آپ بھی اشرف ہوں گے، سو یہ غلط۔

ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ زمین و زمان اور کون و مکان کو آپ سے شرف ہے، آپ کو اُن سے شرف نہیں۔‘‘

(صفحہ 137)

کتاب ’’مناظرہ عجیبہ‘‘ کے یہ اقتباسات حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحبؒ کے عقیدۂ ختم نبوت کے فہم کو ظاہر کرتے ہیں کہ آپ خاتمیت زمانی کی بجائے خاتمیت مرتبی میں آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے تھےاور یہ معنے کرنے پر اپنے لئے لفظ ’’مبتدع‘‘ قبول کرنے کو تیار ہوگئے لیکن وہ معنے قبول نہ کئے جو سطحی علماء آپ سے کروانا چاہتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان سطحی مولویوں کو یہی جواب دیا تھا کہ ’’گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم۔ ’’خاتم النبیّین‘‘ کے معنوں کا اظہار حضرت نانوتوی صاحبؒ نے اپنی بعض دیگر تحریرات میں بھی کیا ہے جن کا اضافہ بھی اس مضمون میں موزوں ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’حسب اشارہ مثال خاتمیۃ بادشاہ خاتم وہی ہوگا جو سارے جہاں کا سردار ہو۔ اس وجہ سے ہم رسول اللہ ﷺ کو سب میں افضل سمجھتے ہیں۔ پھر یہ آپ کا خاتم ہونا آپ کے سردار ہونے پر دلالت کرتا ہےاور بقرینہ دعویٰ خاتمیۃ جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے یہ بات یقینی سمجھتے ہیں کہ وہ جہان کے سردار جن کی خبر حضرت عیسیٰؑ دیتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔‘‘

(حجۃ الاسلام از حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحبؒ۔ صفحہ 54 ۔ مدرسہ اسلامیہ دیوبند)

’’حضرت رسول اللہ ﷺ پر تمام مراتب کمال ایسی طرح ختم ہوگئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں، اس لئے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں ۔‘‘

(حجۃ الاسلام صفحہ 53)

’’سو جس میں اس صفت کا زیادہ ظہور ہو جو خاتم الصفات ہو یعنی اس سے اوپر اور صفت ممکن الظہور یعنی لائق انتقال و عطائے مخلوقات نہ ہو، وہ شخص مخلوقات میں خاتم المراتب ہوگا اور وہی شخص سب کا سردار اور سب سے افضل ہوگا، ایسے شخص سے البتہ بالاجماع عجز و نیاز کامل ادا ہو سکتا ہے.... ہم اسی کو عبد کامل اور سید الکونین اور خاتم النبیین کہتے ہیں۔‘‘

(انتصار الاسلام مصنفہ مولانا قاسم نانوتوی صفحہ 49,48 میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

’’دین خاتم النبیین کو دیکھا تو تمام عالم کے لئے دیکھا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ بنی آدم میں حضرت خاتم اس صورت میں بمنزلہ بادشاہ اعظم ہوئے جیسا اس کا حکم تمام اقالیم میں جاری ہوتا ہے ایسا ہی حکم خاتم یعنی دین خاتم تمام عالم میں جاری ہونا چاہئے ورنہ اس دین کو لے کر آنا بیکار ہے۔ الغرض حضرت خاتم جیسے بمقابلہ معبود عبد کامل ہیں ایسے ہی بمقابلہ دیگر بنی آدم حاکم کامل ہیں اور کیوں نہ ہوں سب سے افضل ہوئے تو سب پر حاکم بھی ہوں گے اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ ان کا حکم سب حکموں کے بعد صادر ہو کیونکہ ترتیب مرافعات سے ظاہر ہے کہ حکم حاکم اعلیٰ سب کے بعد ہوتا ہے۔‘‘

(انتصار الاسلام صفحہ 50,49)

’’..... علم سے اول اور کوئی صفت نہیں بلکہ علم ہی پر مراتب صفات متعلقہ بالغیر ختم ہو جاتے ہیں اس لئے وہ نبی جو صفت العلم سے مستفید ہو اور بارگاہ علمی تک باریاب ہو تمام انبیاء سے مراتب میں زیادہ اور رتبہ میں اول اور سب کا سردار اور سب کا مخدوم مکرم ہوگا اور سب اُس کے تابع و محتاج ہوں گے اُس پر مراتب کمالات ختم ہوجائیں گے اس لئے وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہی ہوگا وجہ اس کی یہ ہے کہ انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نُوّاب خداوندی ہوتے ہیں اس لئے اُن کا حاکم ہونا ضرور ہے چنانچہ ظاہر ہے اس لئے جیسے عہدہ ہائے ماتحت میں سب میں اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہے اور سوا اس کے اور سب عہدے اُس کے ماتحت ہوتے ہیں ، اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہے اُس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ نہیں سکتا اور وجہ اس کی یہی ہوتی ہے کہ اُس پر مراتب عہدجات ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں، جو ہوتا ہے اُس کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے اُس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہوں گے آوروں کے احکام اُس کے احکام کے ناسخ نہ ہوں گے اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ وہ خاتم زمانی بھی ہو کیونکہ اوپر کے حاکم تک نوبت سب حکام ماتحت کے بعد میں آتی ہے اور اس لئے اُس کا حکم اخیر حکم ہوتا ہے۔‘‘

(مباحثہ شاہجہانپور صفحہ 24،25 ۔مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جنوری 1891ء) (یہ مباحثہ 1878ء میں شاہجہانپور میں ہوا تھا)

’’ جو شخص بذات خود صفت علمی خداوندی سے مستفید ہو اور سوا اُس کے اور سب علم میں اُس کے سامنے ایسے ہوں جیسے آفتاب کے سامنے قمر و کواکب و آئینہ و ذرات، جیسے یہ سب نور میں آفتاب سے مستفید ہیں گو منوّرات سب کے جدے جدے ہوں ایسے ہی اور سب علم میں اُس سے مستفید ہوں گو معلومات میں اُس سے علاقہ نہ ہو وہ شخص خاتم النبیین ہوگا اور سوا اُس کے اور انبیاء اُس کے تابع اور رتبہ میں اُس سے کم۔‘‘

(قبلہ نما صفحہ 61 مطبع مجتبائی واقع دہلی)

’’....چونکہ خدا تک بے واسطہ کسی کو رسائی نہیں، جو نبی رتبہ میں سب میں اول ہوگا اُس کا دین یعنی اُس کے احکام اعتبار زمانہ سب میں آخر رہیں گے کیونکہ ہنگام مرافعہ جو موقع نسخ حکم حاکم ماتحت ہوتا ہے حاکم بالا دست کے حکم کی نوبت آخر میں آتی ہے ۔ غرض اس وجہ سے مصدر علوم کے احکام اور علوم تک نوبت بعد میں آئے گی اور اس طور اُس کے دین کا بہ نسبت اور ادیان ناسخ ہونا ظہور میں آئے گا۔‘‘

(قبلہ نما صفحہ 62 ۔ مطبع مجتبائی واقع دہلی)

’’.... لا جرم دین خاتم الانبیاء ناسخ ادیان باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرور انبیاء اور افضل الانبیاء ہوگا۔‘‘(قبلہ نما صفحہ 63)

حضرت مولانا نانوتوی کے یہ بیانات اور اقتباسات خود اتنے واضح ہیں کہ ان کے لئے کسی وضاحتی نوٹ کی ضرورت نہیں، دیوبندی علماء کو اپنے بانی دارالعلوم کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے تھا لیکن انہوں نے مخالفت احمدیت میں اپنے بانی کا ساتھ بھی چھوڑ دیا اور لیت و لعل کر کے اپنے آپ کو پھر اسی جگہ لے آئے جہاں سے کہ حضرت نانوتوی نکالنا چاہتے تھے، بہرحال حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنا فرض ادا کیا۔ در اصل وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ’’ یسوع یا محمدؐ ‘‘ پیغام کی یلغار تھی اور مسیحی پادری بڑی شدّ و مدّ سے یسوع کی افضلیت ثابت کر کے عقیدت کے جذبات یسوع کی طرف پھیرنا چاہ رہے تھے چنانچہ اُن کے پیغام کو غلط ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدیؐ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو بھیجا جنھوں نے ثابت کر دکھایا کہ ’’زندہ نبی‘‘ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور حضرت خاتم النبیینؐ کے ساتھ عقیدت و محبت کا عظیم سبق دیا۔ دیوبندی علامہ ڈاکٹر خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر لکھتے ہیں:

’’ختمِ نبوت زمانی کتنا پختہ عقیدہ کیوں نہ ہو ختمِ نبوت مرتبی میں عقیدت بہر حال زیادہ ہے اور وہ ظاہر میں لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے۔‘‘

(تحذیر الناس صفحہ 17۔ ناشر ادارہ العزیز گوجرانوالہ ۔ بار سوم جنوری 2001ء)

ختم نبوت مرتبی میں عقیدت بہرحال زیادہ ہے تو پھر رسول مقبول ﷺ کے ساتھ عقیدت میں پیچھے کیوں رہتے ہو آؤ آپ بھی اس تبلیغ میں شامل ہو جاؤ جس سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت میں اضافہ ہو اور حَسْبُنَا مَاوَجَدْنَا عَلَیْہِ آبَاءَنَا کی روش کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو کافر مت کہو جنھوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی عقیدت دنیا میں پھیلانے کا عزم کر رکھا ہے۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی اپنی کتاب ’’تحذیر الناس‘‘ کے آخر پر فرماتے ہیں:

’’الغرض ناظرانِ اوراق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بے وجہ فوّارہ کفر نہ بنیں کہ جو سامنے آیا، ایک کفر کا چھینٹا جڑا۔ مولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں، ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں، اعتبار نہ ہو تو پہلے علماء کے افسانے یاد کرو۔‘‘

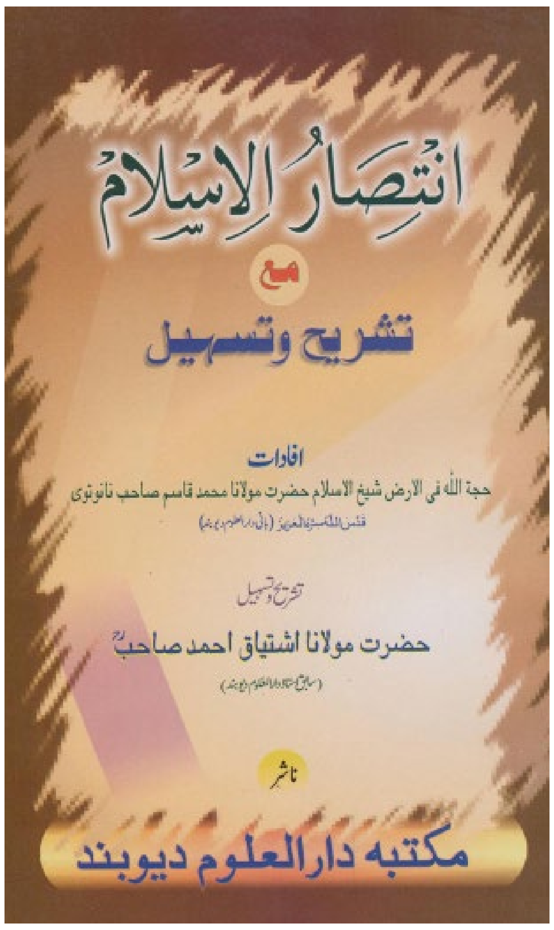

محمد محمود طاہر

مکرم چوہدری سلطان احمد طاہر آف کراچی

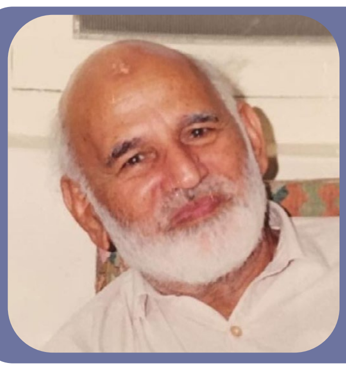

مکرم چوہدری سلطان احمد طاہر خاکسار کے حقیقی تایا تھے۔ ان کے حالات و خدمات کے بارہ میں خاکسار نے خود آج سے 24سال قبل 1995ء میں اُن سے انٹر ویو کیا اور نوٹس کی صورت میں اپنے پاس محفوظ رکھا۔ ان یادداشتوں اور دیگر ذرائع کی روشنی میں زیر نظرمضمون تحریر کررہا ہوں اور ایک حصہ ان کی سیرت کے بارہ میں شامل تحریر کیا ہے۔

مکرم چوہدری سلطان احمد طاہر 23فروری1925ء کو مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد (جو اب ضلع بن چکا ہے) میں الحاج میاں پیر محمد اور محترمہ زینب بی بی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے والدین اپنے گاؤں میں علم و عرفان اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے معروف تھے دونوں کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی ملی تھی۔ان کے والدمحترم الحاج میاں پیر محمد صاحب جن کی دستی بیعت 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہے تاہم آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیعت 1904ء میں کر چکے تھے۔ والد کے بڑے بھائی حضرت مولوی فضل الدین صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے اور حیدر آباددکن ، لکھنو و بہاروغیرہ میں بطور مربی خدمات بجالاتے رہے۔

چوہدری سلطان احمد طاہر نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں اور پھر حافظ آباد سے 1941ء میں میٹرک نمایاں نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ اسی سال آپ قادیان چلے گئے۔میٹرک کا رزلٹ قادیان میں آیا۔ قادیان میں آپ نمبروں کے لحاظ سے دوسری پوزیشن پر تھے۔

1941ء میں قادیان میں آپ نے باقاعدہ ملازمت کا آغاز سندھ سنڈیکیٹ کے دفتر سے کیا۔یہ دفتر براہِ راست حضرت مصلح موعودؓ کے ماتحت تھا اور سندھ کی زرعی اراضی کے حسابات کے بارہ میں حضورؓ سے ہدایات ملتی تھیں۔ جب ملازمت کے لئے آپ کا تعارف آفس سپرنٹنڈنٹ نے حضرت مصلح موعودؓ سے کروایا اور بتایا کہ سلطان احمد ابن پیر محمد مانگٹ اونچے کے رہنے والے ہیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے پوچھا کہ یہ مولوی فضل الدین صاحب کے بھتیجے ہیں یا حافظ محمد اسحاقؓ کے بھتیجے ہیں؟اس سوال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کس قدر ہمارے خاندان کو جانتے تھے۔ حضرت مولوی فضل الدین کے بھائی کانام بھی پیر محمد تھا اور حافظ اسحاق کے بھائی کا نام بھی پیر محمد پیر کوٹی تھا جو کہ مولوی سلطان احمد پیر کوٹی کے والد اور پیر کوٹ کے رہنے والے تھے۔دونوں خاندان رشتہ داریوں میں بندھے ہوئے تھے۔میرے والد محترم چوہدری محمد صادق واقف زندگی بیان کرتے ہیں کہ بھائی سلطان سے تعارف کی وجہ سے حضرت مصلح موعودؓ مجھے سلطان کا بھائی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

بہرحال چوہدری سلطان احمد طاہر کی دفتری و دنیاوی امور کی ساری ٹریننگ حضرت مصلح موعودؓ کی نگرانی میں ہوئی۔ کام کرنے کا سلیقہ حضرت مصلح موعودؓ نے سکھایا اور پھر جماعتی خدمت کی توفیق بھی ملی اور ایک کامیاب زندگی گزاری۔

1943ء میں آپ کو حضرت سیدہ مہر آپا کو میٹرک کے امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں ٹیوشن پڑھانے کا اعزاز ملا۔آپ نے اکتوبر1943تامارچ1944ءتک ان کی میٹرک کی تیاری کروائی ۔ حضرت سیّدہ مہر آپا حرم حضرت مصلح موعودؓ آپ کو ہمیشہ ماسٹر صاحب ہی کہا کرتی تھیں۔

سندھ سنڈیکیٹ میں آپ نے 1941ء تا 1954ء تک ملازمت کی۔ اسی دوران آپ نے منشی فاضل ، F.A اورB.A کے امتحانات بھی پاس کرلئے۔ 1954تا1959ء آپ کراچی میں جماعتی خدمات میں مصروف رہے اس دوران آپ کو تنخواہ وکالت زراعت تحریک جدید کی طرف سے ملتی تھی۔

1954ء میں آپ کراچی آگئے ۔ جماعت نے وائر لیس گیٹ کراچی کے ساتھ کارخانہ کے لئے 26ایکڑ اراضی خریدی تھی۔یہ زمین بیچنے کا ارادہ بنا۔کوشش ہوئی لیکن فروخت نہ ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کے بارہ میں فرمایا کہ ’’ان سے پوچھیں اگر ان کو زمین کے لئے بھیجا جائے تو کوئی کامیابی کی امید ہے‘‘۔حضورؓ دورہ سندھ پر تشریف لے آئے۔ سلطان احمد طاہر بھی آگئے اور زمین کی فروخت کی کوشش کرتے رہے۔ اس دوران صدر انجمن کی ایک اور زمین کا قطعہ بھی آپ کے ذریعہ فروخت ہوا۔آپ نے حضورؓ سے درخواست کی کہ کوئی اور کام بھی دیا جائے۔ حضورؓ نے دارالصدر کراچی کی تعمیر کے نگران محترم حافظ عبدالسلام کو ہدایت دی کہ ان سے بھی خدمت لے لیں۔ہوا یوں کہ حضورؓکے دورہ یورپ روانگی کے بعد محترم حافظ عبدالسلام کو ربوہ آنا پڑا یوں کوٹھی دارالصدر کراچی کی تعمیر کا کام آپ کے سپرد ہوگیا۔

کوٹھی دارالصدر کی تعمیر کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کوٹھی بیت الفضل (دارالصدر کے ساتھ جو کہ اب منہدم ہو چکی ہے) کی تعمیر کا کام بھی چوہدری سلطان احمد طاہر کے سپرد ہوگیا۔آپ نے1959ء تک یہ کام مکمل کروائے۔ اسی دوران 1957ء میں وائرلیس گیٹ والی زمین کا سودا ہوگیا۔اس وقت حضورؓ خرابی صحت کی وجہ سے مری میں مقیم تھے۔آپ اس سودا کی رپورٹ لے کر مری گئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ مہر آپا نے فرمایا کہ’’ اس سودا کی خبر سے حضورؓ بے حد خوش ہوئے ہیں۔اگر اس قسم کی چند خوشی کی خبریں حضور کو مل جائیں تو آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہو جائے‘‘

1959ء میں آپ کراچی کی جماعتی تعمیرات سے فراغت کے بعد محترم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر جماعت کراچی جو کہ کنسٹرکشن کا کام کرتے تھے ان سے منسلک ہوگئے۔ان کے ساتھ آپ نے عزیز آباد میں 200 مکانات 1959ء میں تعمیر کروائے اور پھر آپ نے تعمیرات کا ذاتی کام شروع کیا۔

1959ء میں آپ نے عزیز آباد رہائش رکھ لی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ عزیز آباد /دستگیر کے علاقے کا میں پہلا صدر منتخب ہوا۔1974ء تک آپ دستگیر کے علاقے میں رہے۔آپ کو احمدیہ مسجد بیت العزیز عزیزآباد کی تعمیر میں نمایاں خدمات کا موقع ملا ۔ جگہ کا قبضہ اور تعمیر میں آپ کا کلیدی کردار رہا ہے۔ اس کا بجلی کا کنکشن آج بھی آپ کے نام کا لگاہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو تعمیر مساجد کراچی میں نمایاں خدمت کا موقع ملا ہے۔

1. بیت العزیز کی تعمیر کا ذکر ہوچکا ہے یہاں آپ صدر جماعت بھی رہے ہیں۔
2. مسجد بیت الحمد مارٹن روڈ کی تعمیر کمیٹی کے آپ رکن رہے اور اس کی تعمیر و تزئین کی نگرانی کرتے رہے۔
3. محمود آباد منظور کالونی کی مسجد کیلئے مالی قربانی اور اس کی تعمیر کی نگرانی کا کام بھی کیا۔
4۔ اپنے آبائی علاقہ حافظ آباد میں بھی آپ کو تعمیر مساجد میں حصہ لینے کا موقع بھی ملا۔اپنے گاؤں مانگٹ اونچا میں مربی ہاؤس تعمیر کروا کر دیا جو آپ کا آبائی گھر تھا۔ تعمیر کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے نام کروادیا۔ مانگٹ اونچا کی مسجد کی تعمیر میں بھی حصہ لیا۔اسی طرح وفات سے قبل ایک مسجد کوٹ شاہ عالم ضلع حافظ آباد میں اپنی نگرانی اور گرہ سے تعمیر کروادی۔

آپ کی خدمات کا مختصر تذکرہ اور ذکر خیر تاریخ احمدیت کراچی جلد نمبر2 کے صفحہ1207 میں شائع شدہ ہے۔آپ صدر حلقہ دستگیر/عزیز آباد رہے۔ اس کے علاوہ حلقہ محمد علی سوسائٹی میں بھی بطور صدر خدمات سرانجام دیں۔ کراچی کے شعبہ اشاعت میں بھی آپ خدمات بجالاتے رہے۔ 1989ء کراچی کے سوینئر کی اشاعت کی کمیٹی میں خدمت کا موقع ملا۔ سوینیئر میں آپ کا نام اور تصویر شائع شدہ ہے۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کے شعبہ اشاعت میں بھی معاونت کرتے رہے ہیں۔لجنہ کراچی کے مجلہ المحراب 1991ء میں آپ کا نام اشتہارات اکٹھا کرنے والوں میں شائع شدہ ہے۔

☆آپ سال 1953-54ء کی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں ’’محاسب‘‘ کے عہدہ پر فائز رہے ۔ اس سال صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور نائب صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد تھے۔

1943ء میں آپ کی شادی حضرت ماسٹر عطامحمد صحابی حضرت مسیح موعودؑ سابق استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کی بیٹی مکرمہ امۃ الحفیظ شوکت سے ہوئی۔جو حضرت میاں فضل محمد ہرسیاں والے صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی اور محترم مولانا نسیم سیفی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ کی ہمشیرہ تھیں۔مکرمہ امۃ الحفیظ شوکت نے 67سال کی عمر میں 13مارچ1991ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کیں:۔
1۔ مکرمہ امتہ الحکیم ایم ایس سی گولڈمیڈلسٹ اہلیہ مکرم ظفر اقبال سیفی ابن مولانا نسیم سیفی مقیم کراچی۔
2۔ مکرم سلیمان احمد طاہر ایم بی اے۔ کراچی میں پراپرٹی کے بزنس سے وابستہ ہیں اور محترم مولانا نسیم سیفی کے داماد ہیں۔آپ فوٹو گرافی کے شوقین اور اس میں کمال رکھتے ہیں۔
3۔مکرم ڈینٹل سرجن ڈاکٹر داؤد احمد طاہر حال مقیم انگلستان۔آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں سکیم کے تحت 9سال تک گیمبیا میں خدمت کی توفیق ملی۔انگلستان میں بھی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔انصاراللہ برطانیہ کی نیشنل عاملہ کے ممبر رہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری جنرل اور اسسٹنٹ سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت برطانیہ رہے ۔آپ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن برطانیہ کے سرگرم رکن اور ان کے سیکرٹری فنانس ہیں۔ٹی آئی سکو ل اور ٹی آئی کالج ربوہ میں آپ کو ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے کلاس فیلو رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔
4۔مکرم مسعود احمد طاہر حال مقیم کینبرا آسٹریلیا۔ آپ کو ربوہ میں ایک لمبا عرصہ جماعتی تقریبات میں فوٹو گرافی کی خدمت کی توفیق ملتی رہی اور آسٹریلیا میں بھی یہ سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔
5۔مکرمہ ڈاکٹر طاہرہ نصیر حال مقیم برطانیہ اہلیہ مکرم چوہدری نصیر احمد گورایہ۔
6۔مکرمہ آصفہ منظور ایم ایس سی گولڈ میڈلسٹ حال مقیم کینبرا آسٹریلیا اہلیہ شیخ منظور احمد ابن شیخ طاہر احمد نصیر آف کراچی۔
الحمدللہ کہ آپ کی ساری اولاد اور اولاد در اولاد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دینی و دنیاوی حسنات سے متمتع ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اپنے نیک والدین اور بزرگان کی روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
محترم چوہدری سلطان احمد طاہر نے یکم مارچ2000ء کو 75سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ وَارْفَعْ دَرَجَاتَہٗ وَاَدْخِلْہُ فِیْ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ
محترم چوہدری سلطان احمد طاہر ایک اصول پسند ،منظم اور باوفا شخصیت کے مالک تھے۔ پابند صوم و صلوۃ اور خدا ترس وجود اوراپنے والدین کی دعاؤں کا ثمرتھے۔آپ نے محنت و دیانت کے ساتھ ساری عمر گزاری۔ آپ نے اپنی زندگی صرف اپنے لئے نہیں بلکہ خدمت دین اور خدمت خلق میں بسر کی۔آپ کی ایک بڑی نیکی یہ تھی کہ آپ نے اپنے والدین اور بڑے بھائی الحاج مولوی محمد شریف واقفِ زندگی کو حج بیت اللہ کے لئے اپنے خرچ پر بھجوایا۔ 1960ء میں اپنے والد محترم اور 1974ء میں والدہ محترمہ کے ساتھ بڑے بھائی کو حج کے لئے بھجوایا۔اپنے عزیز وں کی بھلائی کی خاطر بہت کچھ کیا اور اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ خود قناعت سے کام لیا لیکن مالی قربانی اور مستحقین کی امداد میں ہمیشہ کمر بستہ رہے۔ آپ صائب الرائے شخصیت تھے۔ لوگوں کو مشورہ دیتے وقت ہمیشہ ان کی ہمدردی اور فائدہ مدّ نظر رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو براہ راست حضرت مصلح موعودؓ کے ماتحت اور آپ کی تربیت میں کام کرنے کا موقع ملا جو آپ کی کامیاب زندگی کا ضامن بنا۔آپ کی سیرت کے چند نمایاں پہلوؤں کا مختصر تذکرہ کررہا ہوں۔

امانت داری اور حساب بینی کی عادت ایسی تھی کہ رشک آتا تھا۔ اپنی حساب بینی کی وجہ سے آپ دوسروں کو بھی فائدہ دیا کرتے تھے۔پراپرٹی اور تعمیر ات کے شعبہ سے لمبا عرصہ وابستہ رہے ۔ اس میں آپ یہ بات ملحوظ رکھتے کہ اس شعبہ میں اپنے ارد گرد کے احباب اور عزیزان کو فائدہ پہنچ جائے ۔ کم خرچ میں ان کی ضرورت پوری ہوجائے۔ اس کے لئے آپ کی کوشش ہوتی کہ پلاٹ یا مکان اپنا ہو تا کہ وہ کرایہ اور محتاج سے بچ سکیں۔یہ سچی ہمدردی آپ کو عزیزان کے ساتھ تھی اور آپ نے اس ہمدردی کے نتیجہ میں بہتوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی بیٹی ڈاکٹر طاہرہ نصیر بیان کرتی ہیں کہ حساب بینی اور امانت کا یہ عالم تھا کہ پائی پائی کا حساب رکھتے اور کاروبار میں کوئی منافع آتا تو وہ روپوں کے ساتھ چند آنے یا پیسے بھی کسی طرف بنتے تو وہ آنے بھی ادا کرتے تھے اور کہتے یہ حساب کی بات ہے، یہ صاف اور سیدھا ہونا چاہئے اور آپ کبھی ادھار نہیں رکھتے تھے بلکہ جو حساب ہوتا وہ بروقت ادا کر دیتے تھے۔
صلہ رحمی بہت کیا کرتے تھے۔ اس کا عملی اظہار ان کی سچی ہمدردی اور ان کی مختلف طریقوں سے معاونت کرنے سے کیا۔آپ کی بہن آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد دارالیمین وسطی ربوہ کا کہنا تھا کہ آج میں جو کچھ ہوں وہ بھائی سلطان کی وجہ سے ہوں ۔ قادیان میں آپ کے گھر پڑھنا لکھنا سیکھا تو میری زندگی سنور گئی اور پھر تاوفات بھائی جان میرے پُرسان حال رہے اور ہر مشکل میں میرے کام آئے۔
تحصیل علم کی لگن اور تڑپ ہمارے خاندان میں ہمارے ادادا جان الحاج میاں پیر محمد صاحب آف مانگٹ اونچے کی غیر معمولی توجہ سے آئی ہے۔ آپ صاحب عرفان وجود تھے اور یہ معرفت اپنی اولاد اور اولاد در اولاد میں دیکھنا چاہتے تھے۔انہوں نے اپنے بچوں کوگاؤں اور پھرگاؤں سے باہر قادیان و ربوہ میں تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔
چوہدری سلطان احمد طاہر ایک ذہین طالب علم تھے۔انتہائی چھوٹی عمر میں گاؤں سے باہر حافظ آباد پانچ چھ میل گاؤں سے دور روزانہ سکول جاتے۔ آپ کے والدین آپ کواور آپ کے بڑے بھائی الحاج مولوی محمد شریف واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ کو اذان فجر سے پہلے تیار کر کے سکول کے لئے روانہ کردیتے تھے کیونکہ لمبا فاصلہ تھا۔ بسااوقات نیند کے جھونکے آرہے ہوتے اور سکول کے لئے پیدل سفر جاری رہتا۔آپ کا ریکارڈ تھا کہ آپ سکول سے کبھی غیر حاضر نہ ہوئے سوائے ایک غیر حاضری کے جب ایک دفعہ آپ دوسرے گاؤں شادی کی تقریب پر گئے تو موسم خراب ہوگیا اور آپ واپس اپنے گاؤں نہ پہنچ سکے۔ سکول کے ماسٹر نے اگلے دن بتایا کہ میں نے سکول سے چھٹی ہونے تک تمہاری غیر حاضری نہیں لگائی کہ شاید سلطان احمد آجائے کیونکہ وہ کبھی غیر حاضر نہ ہوا ہے ۔ جب چھٹی ہوگئی تب اپنا فرض نبھاتے ہوئے غیر حاضری لگائی۔اس سے آپ ان کی بچپن سے ہی حصولِ علم کی لگن، باقاعدگی اور محنت پیہم کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔
قادیان میں ملازمت کے دوران آپ نے ٹیوشن بھی پڑھائی اور پھر ملازمت کے ساتھ ساتھ منشی فاضل،ایف اے اور بی اے بھی پاس کیا۔ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور بچوں کو کہا کہ جس قدر اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں کریں اخراجات کی وجہ سے رکاوٹ نہیں آئے گی بلکہ میں پوسٹ گریجوایشن کیلئے بھی آپ کو سپورٹ کرونگا۔ الحمدللہ کہ آپ کے سب بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ۔آپ نے اپنے خاندان کے کئی طلبہ اور دیگر مستحق طلباء کیلئے امداد کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ہمیشہ بچوں کی تعلیم کیلئے سرگرم رہے اور لائق بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔
چوہدری سلطان احمد طاہر خاموشی کے ساتھ اپنے عزیزوں اور غریبوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ آپ کی بیٹی محترمہ امتہ الحکیم بتاتی ہیں کہ جب ہم والد محترم کا جنازہ لے کر کراچی سے ربوہ گئے تو دو روز بعد ہمارے پھوپھا بشارت احمد آف دارالیمن وسطی میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ بھائی سلطان احمد طاہر ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو میرے اکاؤنٹ میں رقم بھجوادیا کرتے تھے اور پھر میں فہرست کے مطابق اس رقم کو بیوائوں اور مستحقین میں تقسیم کر دیا کرتا تھا۔اب بھی میرے پاس کچھ رقم موجود ہے اس کے بارہ میں بتادیں کیا کرنا ہے تو میں نے کہا کہ یہ رقم بھی مستحقین کو ہی دیں۔ ہمیں علم نہیں تھا کہ اباجان اس خاموشی اور باقاعدگی کے ساتھ مستحقین کی مدد کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو مختلف تحریکات میں مالی قربانی کی توفیق ملی۔آپ دربارِ خلافت سے اٹھنے والی ہر تحریک پر لبیک کہتے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جب جماعت کے سامنے 1973ء میں صد سالہ جوبلی منصوبہ پیش کیا اور اس کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو اس تحریک پر آپ نے والہانہ انداز میں لبیک کہتے ہوئے ایک لاکھ 11 ہزار ایک سو گیارہ کا وعدہ اپنے اور اپنی فیملی کی طرف سے پیش کر دیا۔اس زمانہ میں یہ بہت بڑی رقم تھی اس کا اندازا اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک گورنمنٹ آفیسر کی ابتدائی تنخواہ ان دنوں میں تین سوروپے کے قریب تھی۔آپ نے جب یہ وعدہ کردیا اور گھر میں بتایا تو بچوں نے کہا کہ اتنی بڑی رقم کا وعدہ کیا ہے یہ کہاں سے ادا کریں گے۔ تو آپ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے وعدہ کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کے سامان بھی اپنی جناب سے پیدا کر دے گا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرتا چلا گیا اور آپ نے یہ رقم حسبِ وعدہ اندر میعاد ادا کردی۔
مانگٹ اونچے میں اپنے آبائی گھر کو والدین کی وفات کے بعد اپنے بہن بھائیوں کوان کا حصہ دیکر مربی ہاؤس کی خاطراس میں ضروری تعمیر کروا کر جماعت کو ھبہ کر دیا۔ یوں آپ کا آبائی گھر اب آپ کی طرف سے ایک صدقہ جاریہ کے طور پر موجود ہے۔
آپ جماعت کی طرف سے ہونے والی مالی تحریکات میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعتی عمارات میں جہاں مالی قربانی کرنے والوں کے نام کندہ ہیں وہاں آپ کا نام بھی موجود ہے۔میں نے ایک بار تایا جان سلطان سے پوچھا کہ آپ کبھی جلسہ سالانہ برطانیہ کے لئے نہیں گئے تواس تناظر میں آپ نے بتایا میں لندن تو نہیں جا سکا تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب ہجرت کر کے وہاں تشریف لے گئے تو آپ نے نئے مراکز کیلئے مالی تحریک فرمائی تھی تو میں نے اس تحریک میں ایک لاکھ روپیہ کی رقم ادا کردی تھی ۔1984-85ء کے زمانہ میں یہ ایک خطیر رقم تھی جس کی ادائیگی کی آپ کو توفیق ملی۔

آپ کی بیٹی امۃ الحکیم بتاتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے شوہر ظفراقبال سیفی کے ہمراہ آپ کے ہاں گئی تو ابا جان میرے میاں سے شیئرز کی خرید و فروخت کی باتیں کر تے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ تو اللہ پر میرا ادھار ہوگیا ہے۔ میں نے کہا ابا جان اللہ پر کیا ادھار ہو گیا؟ تو آپ نے کہا کہ میں نے یہ شیئرزابھی بیچے نہیں ہیں لیکن ان میں سے میں نے اللہ کا حصہ دے دیا ہے۔ اب ان کا منافع تو مجھے ضرور ملے گا ۔تو ہوگیا نہ اللہ پر ادھار !!

وفات سے ایک دو سال قبل حالت صحت میں آپ نے جو خدمت کی توفیق پائی اس کا تذکرہ بھی ایمان افروز ہے۔ آپ کی بیٹی امۃ الحکیم بتاتی ہیں کہ جون جولائی کے ایام تھے ابا جان نے ربوہ جانے کے لئے رختِ سفر باندھا ۔ میں نے کہا گرمی بہت شدید ہے موسم بہتر ہو جائے تو چلے جائیں لیکن آپ نے کہا کہ ضروری کام ہے اور جانا ہے لیکن اپنے کام کے بارہ میں ہمیں نہیں بتایا ۔ بعد میں معلوم ہوا کہ گزشتہ بار آپ جماعت کے ذریعہ ضلع حافظ آباد کی جماعت کوٹ شاہ عالم میں تعمیر مسجد کا وعدہ کر آئے تھے ۔ چنانچہ آپ نے دو تین ماہ گرمیوں میں وہاں قیام کیا اور اپنی نگرانی میں اپنے خرچ پر اپنے والد محترم کی طرف سے مسجد کی تعمیر کروائی ۔ آپ درخت کے نیچے چارپائی پر بیٹھ جاتے، وہیں آرام کرتے اور جو روکھا سوکھا کھانا مل جاتا وہ کھالیتے ۔ تکمیل مسجد کے بعد آپ سرگودہا اپنے قدیمی دوست مکرم ماسٹر محمد الدین انور کے ہاں گئے۔ وہاں آپ گر کربے ہوش ہوگئے معلوم ہوا کہ شوگر بہت ہائی ہو چکی تھی۔ واپس کراچی آئے اور مجھے کہا کہ اپنی فیملی ڈاکٹر آصفہ آف ڈیفنس سوسائٹی (بنت مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن کا مٹی) کے ہاں لے چلیں۔ وہاں چیک اپ کروایا اورساتھ سفر کی اپنی روداد بھی سنائی تب ہمیں آپ کے ضروری کام کا پتا چلا اور جس مشقت اور جوش کے ساتھ یہ نیک کام کیا اس کا علم ہوا۔تب ڈاکٹر آصفہ نے کہا کہ سلطان طاہر نیک کام کی خاطر گئے تھے اس لئے بچ کر آگئے ہیں۔

اپنی صحت کی حالت میں آپ نے اپنی نگرانی میں آخری کام اللہ کے گھر کی تعمیر کا کیا تھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس نیکی کو قبول کیا ہو گا اور آپ کو اپنے ہاں عمدہ گھر جنت میں عطا کر دیاہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کی اولاد کو آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

****

مولانا دوست محمد شاہد

الہام ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ میں احمدیت کی عالمی ترقیات کا راز

حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید جیسی انقلابی تحریک کی بنیاد کے ابتدائی ایّام میں یہ قرآنی نکتہ پیش فرمایا کہ:

’’وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الہام میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیاگیا ہے کہ جب مشکلات آئیں تو اُس وقت زمین پر پھیل جانا اور اپنی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کرنا پس اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا ذریعہ ایک طرف تو ہمیں یہ بتایا ہے کہ تم چین اور جا پان اور امریکہ اور افریقہ اور سٹریٹ سیٹلمنٹس اور دوسرے مما لک چلے جاؤ اور دنیا میں پھیلتے جاؤ۔یہاں تک کہ کوئی قوم تمہارا مقابلہ نہ کر سکے ۔

یاد رکھو کہ بہترین جرنیل دنیا میں وہی سمجھا جا تا ہے جو اپنی فوج کو عقل کے ساتھ پھیلا سکے ۔ میرے مخاطب اس وقت وہ ہیں جو فوجی ہنر کو نہیں جانتے اور انہیں خطاب کرنے والا وہ شخص ہے جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے تلوار نہیں چلائی۔مگر اللہ تعالیٰ نے اسے علم دیا اور ہر قسم کا علم دیا ہے۔ جو جماعتیں ایک جگہ رہتی ہیں وہ ہمیشہ کچلی جاتی ہیں روحانیت کی بھی ایک رَو ہوتی ہے جو بعض ملکوں میں دب جاتی ہے اور بعض میں زور سے چل پڑتی ہے پس جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں سلسلے کی ترقی رک جاتی ہے اور جہاں نہیں ہوتی وہاں ہوتی رہتی ہے ۔

اگر تم دنیا میں نہ پھیلے اور سوگئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا ۔ اور ہر دفعہ کا گھسیٹنا پہلے سے زیادہ سخت ہو گا ۔ پس پھیل جاؤ۔ دنیا میں پھیل جاؤ مشرق میں پھیل جاؤ مغرب میں ، پھیل جاؤ، شمال میں پھیل جاؤ، جنوب میں پھیل جاؤ ، یورپ میں ، پھیل جاؤ، امریکہ میں ، پھیل جاؤ، افریقہ میں ، پھیل جاؤ، جزائر میں ،پھیل جاؤ، چین میں ، پھیل جاؤ، جاپان میں ، پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں ، یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ ، دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو ۔ پس تم پھیل جاؤ جیسے صحابہؓ پھیلے ، پھیل جاؤ جیسے قرونِ اولیٰ کے مسلمان پھیلے ۔ تم جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلے کی عزت قائم کرو ۔ جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلے کی ترقی کا موجب بنو ۔اسی طرح مختلف پیشے ہیں جو اور ملکوں میں سیکھے جاسکتے ہیں انہیں سیکھو اور اپنے ملک کو ترقی دو ۔ کہیں مزدور بن کر کہیں کلرک بن کر اور کہیں دیگر ذرائع سے ان فنون کو حاصل کرو اور دنیا میں نام پیدا کرو میں چاہتا ہوں کہ ہماری زندگیوں میں ہی احمدیت کی تعلیم کے مرکز قائم ہو جائیں، پس قریب سے قریب زمانہ میں دور سے دور علاقوں میں مراکز احمدیت قائم تحریکِ جدید کا ایک مقصد ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 فروری 1936ء بحوالہ ’’مطالباتِ تحریکِ جدید ‘‘ صفحہ نمبر 57-59)

حضرت مصلح موعودؓ کی لاہور کے ایک صحافی سے دلچسپ گفتگو فرمایا :’’تم اللہ تعالیٰ کی خدمت کے نصیب ہو تے ہوئے اور کیا چاہتے ہو اسی میں لگے رہو اور دنیا کی ایجیٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کردواور تم شیطان کے مقابلہ پر ایجیٹیشن کرو۔

ایک ایڈیٹر سے آپ کا مکالمہ

ایک شادی کے موقعہ پر ایک دفعہ مجھے لاہور جانا پڑا جو لوگ شادی میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے ان میں لاہور کے ایک مشہور اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے ۔ان دنوں ٹرکی اور آسٹریا کا آپس میں جھگڑا تھا اس لئے آسٹریا کے مال کو بائیکاٹ کرنے کے لئے لکھا جا رہا تھا ۔میں نے اسی سے کچھ مدت پہلے ان ایڈیٹر صاحب کے خلاف ایک سخت مضمون لکھا تھا جو ان کے کسی بیہودہ مضمون کے جواب میں تھا جب ایڈیٹر صاحب کی اور میری ملاقات ہو ئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہے ۔میں نے کہا انیس 19 سال ہے۔یہ سن کر وہ بڑے متعجب ہوئے اور کہا کہ آپ کی اتنی ہی عمر ہے۔غالباً انہیں وہ مضمون یاد آگیا۔ پھر کہا کہ ٹرکی کے دو صوبے آسٹریا نے دبا لئے ہیں اس لئے آپ کے خیال میں ہمیں آسٹریا سے کیا کرنا چاہیۓ۔میں نے کہا ہمارے سپرد تو بہت بڑاکام ہے اس لئے ہم اور کسی طرف کس طرح توجہ دے سکتے ہیں ؟ کہنے لگے ہمیں آسٹریا کے مال کا بائیکاٹ کرناچاہیۓ اور اس کی کوئی چیز نہ خریدنی چاہیۓ ۔میں اس وقت ٹوپی پہنے ہو ئے تھا جو کہ اتفاقاً اٹلی کی بنی ہو ئی تھی ۔وہ ایڈیٹر صاحب کہنے لگے کہ آسٹریا کی بنی ہو ئی ٹوپیاں ہمیں نہیں پہنی چاہئیں۔میں نے کہا میں تو اس خیال میں آپ سے متفق نہیں لیکن میری یہ ٹوپی تو اٹلی کی بنی ہو ئی ہے جس وقت کا یہ ذکر ہے اس وقت میں ٹوپی پہنا کرتا تھا ۔

(انوارالعلوم)

کوئی نبی شہید نہیں کیا جاسکا

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے قلم مبارک سے تاریخ انبیاء کا ایک ورق۔فرماتے ہیں:

’’پس سچ بات یہ ہے کہ ہر ایک جو خدا کے پیارکا دعویٰ کرتا ہے ایک وقت میں ایک حالت موت کے مشابہ ضرور اس پر آجاتی ہے ۔ سواسی سنّت اللہ کے موافق مسیح پر بھی وہ حالت آگئی ۔مگر جتنی نظیریں ہم نے پیش کی ہیں وہ گواہی دے رہی ہیں کہ ان تمام نبیوں میں سے ایسے امتحان کے وقت کوئی بھی نبی ہلاک نہیں ہوا۔آخر قریب موت پہنچ کر جبکہ ان کے روحوں سے اِیْلِی اِیْلِی لِمَا سَبَقْتَنِی کا نعرہ نکلا تب یک مرتبہ خدا کے فضل نے اُن کو بچا لیا۔پس جس طرح ابراہیم آگ سے اور یوسف کنویں سے اور ابراہیم کا ایک پیارا بیٹا ذبح سے اور اسمٰعیل پیاس کی موت سے بچ گیا اسی طرح مسیح بھی صلیب سے بچ گیا ۔ وہ موت کا حملہ ہلاک کرنے کیلئے نہیں تھا ۔بلکہ ایک نشان دکھلانے کے لئے تھا ۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 362 حاشیہ)

****

ہومیو ڈاکٹر مقبول احمد صدیقی

ہومیو پیتھک طریق علاج کی بعض نمایاں خصوصیات

ہومیو پیتھک طریقہ علاج اپنی بعض خوبیوں کی وجہ سے دیگر طریقوں سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا استعمال، حجم، قیمت اور زود اثر ہونے کے علاوہ اس میں اور کئی خصوصیات ہیں۔ تاہم ہر بیماری کیلئے اس طریق کو حتمی بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے مضر اثرات سے بچتے ہوئے جس طریقہ علاج سے شفاء عطا ہو جائے اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1. ہومیو پیتھی کی بنیاد علاج بالمثل یعنی قانون مماثلت کے قدرتی اصول پر ہے۔

2. اس طریقہ علاج میں ادویہ بہت ہی نامعلوم سی مقدار اور غیر مادی صورت میں استعمال ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہومیو پیتھی کو روحانی طریقہ علاج بھی کہا جاتا ہے۔

3. یہ بالمثل غیر مادی ادویہ بھی مفرد حالت میں استعمال کی جاتی ہیں۔

4. مفرد دوا کو بھی کم سے کم دہرایا جاتا ہے۔ بعض اہم اور بڑے امراض میں صرف ایک خوراک ہی مکمل شفایابی اور صحت کی بحالی کا باعث بن سکتی ہے۔

5. یہ ضمنی بد اثرات یعنی سائیڈ ایفیکٹس سے پاک طریقہ علاج ہے۔ صحیح تجویز کردہ بالمثل دوا مفرد حالت میں اور وہ بھی کم سے کم استعمال ہونے کی وجہ سے بداثرات سے قطعی طور پر پاک اور مبرا ہوتی ہے۔

6. ہومیوپیتھک ادویہ صحت مند انسانوں پر ٹیسٹ کی جاتی ہیں۔

7. ہومیو پیتھک ادویہ انسانوں کیلئے زیادہ بہتر اور مفید ہوتی ہیں۔ اس لئے بھی کہ ان ادویہ کی آزمائش (یعنی پروونگ) انسانوں پر ہی کی جاتی ہے اور چونکہ انسانوں پر ہی ادویہ ٹیسٹ ہوتی ہیں لہٰذا ان ادویہ کے استعمال سے جسم انسانی میں پیدا ہونے والی ظاہری اور مادی تبدیلیوں اور علامات کو نوٹ کیا جاتا ہے۔

8. انسان کے لئے نہایت فٹ اور موزوں اس طریق علاج میں انسان کی نفسیات، اس کے احساسات، خیالات اور جذبات کو بھرپور مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ہر مریض کو اس کے مزاج کے مطابق دوا دی جاتی ہے۔ غصے والے مریض کو علیحدہ اور نرم مزاج مریض کو علیحدہ علیحدہ ڈیل کیا جاتا ہے اس کے علاوہ غم، غصہ، حسد، نفرت، ٹینشن نیز مختلف قسم کے وہموں اور شکوک و شبہات اور نفسیات اور روحانی کیفیات پر یہ طریق خوب گہرا اثر کرتا ہے ۔ خوب گہری بری عادات اور نشوں پر تو اس کے اثرات لاجواب ہیں۔ یہ محض ہومیو پیتھی کی خوبی ہے کہ یہ مریض کی گویا پوری شخصیت کو بدلا کے رکھ سکتی ہے۔

9. ہومیو پیتھی میں مفرد دوا مریض کی مجموعی علامات پر دی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر طریقوں میں انفرادی علامات پر علیحدہ علیحدہ ادویہ دی جاتی ہیں۔

10. مجموعی علامات پر چونکہ ایک ہی دوا دی جاتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک ہی دوا سینکڑوں امراض پر حاوی ہوتی ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک روح و جسم کی مناسبت سے صرف ایک ہی دوا مرض کے خاتمہ کے لئے کافی ہوتی ہے چاہے مریض کو بیسیوں امراض ہی کیوں نہ لاحق ہوں۔ اس کے برعکس دیگر طریقہ ہائے علاج میں سر کی ادویہ علیحدہ ہوتی ہیں، آنکھ کی علیحدہ اور گردوں کی علیحدہ ۔ اسی طرح امراض کے نام پر ادویہ دی جاتی ہیں۔ شوگر کی علیحدہ ادویہ، بلڈ پریشر یا کینسر کی ادویہ بالکل علیحدہ ہوتی ہیں۔

11. روح و جسم پر اثر کرنے والا یہ طریقہ علاج چونکہ سر سے لے کر پاؤں تک ہرجگہ اور ہرعضو اور ہر مرض پر اثر کرتا ہے لہٰذا اس طریقہ علاج سے مستقل شفا حاصل ہو جاتی ہے اور مرض جڑ سے ختم ہو جاتا ہے اور عود کر نہیں آتا۔

12. ہومیو پیتھک ادویہ کے ذائقے بدمزہ نہیں ہوتے، کڑوے یا کھٹے نہیں ہوتے لہٰذا ہر کوئی انہیں آسانی سے استعمال کرسکتا ہے۔ بچے تو میٹھی گولیوں کے دیوانے ہوتے ہیں۔

13. ہومیو پیتھک پوٹینسیوں کو آپ اپنی مرضی سے کسی بھی طریق سے استعمال کرسکتے ہیں۔ مائع کی صورت میں یا گولیوں کی صورت(میٹھی یا پھیکی کسی بھی قسم کی) یا پاؤڈر میں ڈال کر یا کیپسول میں بھر کر غرض آپ کسی بھی صورت میں انہیں استعمال کرسکتے ہیں یا کروا سکتے ہیں۔ سونگھ کر بھی ہومیو ادویہ اثر کر جاتی ہیں۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ دوا منہ میں ڈالی جائے۔ شوگر یا بلڈ پریشر کے مریض بآسانی اپنا طریق اختیار کرسکتے ہیں۔

14. ہومیو ادویہ زبان پر رکھتے ہی اثر کرنا شروع کردیتی ہیں۔ معدے میں جانا ضروری نہیں۔ مریض بے ہوش ہو تو دوا کے ایک دو قطرے محض زبان پر ڈال دیں یا صرف ہونٹوں پر لگا دیں دوا اثر کرنا شروع ہو جائے گی۔

15. ہومیو ادویہ بے رنگ اور بے ذائقہ ہوتی ہیں لہٰذا وہمی اور شکی مزاج مریضوں کو جو دوا استعمال کرنے سے انکاری ہوں انہیں بغیر بتائے پانی میں ڈال کر دوا دی جاسکتی ہے مریض محض پانی سمجھ کر پیئے گا اور دوا اثر کر جائے گی۔

16. ہومیو ادویہ بآسانی کہیں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں ان کیلئے پانی کے گلاس کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔

17. ہومیو ادویہ میں انجکشن نہیں ہوتے لہٰذا بچے بلاخوف بلکہ مزے سے ہومیو ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انجکشن سے وہ خوف کھاتے ہیں۔

18. ہومیو پیتھک ادویہ مریض خود بھی استعمال کرسکتا ہے اس کے برعکس انجکشن لگانے کے لئے کسی دوسرے ماہر شخص کی ضرورت پڑتی ہے۔ آکو پنکچر میں بھی سوئیاں لگانے کیلئے ڈاکٹر کا سہارا ناگزیر ہوتا ہے۔

19. ہومیو ادویہ بے حد کم جگہ گھیرتی ہیں ایک ہی بکس میں سینکڑوں ادویہ رکھی جاسکتی ہیں۔ مسعود ہومیو پیتھک کمپنی لاہور نے ایک بٹوہ تیار کیا ہے جو آسانی سے جیب میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس میں 32 ادویہ رکھی ہوئی ہیں۔

20. ہومیو پیتھک ادویہ کو رکھنے کیلئے فریج وغیرہ کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی اس کے برعکس ایلو پیتھک طریقہ ہائے علاج میں بعض ادویہ یا انجکشن ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو رکھنے کیلئے فریج کی ضرورت پڑتی ہے۔

21. ہومیو پیتھک ادویہ سالہا سال تک Expire نہیں ہوتیں۔ ان کی Expiry کی کوئی مدت نہیں ہوتی۔

22. ہومیو پیتھک ادویہ سستی ہوتی ہیں امیر اور غریب ہر کوئی اسے خرید سکتا ہے۔

23. ہومیو پیتھک دوا کے ایک قطرے کو آپ ڈسٹلڈ واٹر یا ہومیوپیتھک ڈائلوشن میں ڈال کر سینکڑوں بلکہ ہزاروں مریضوں میں بانٹ سکتے ہیں۔

24. پس ثابت ہوا کہ یہ طریق علاج سستا طریق علاج ہے۔ ہومیو پیتھک ادویہ کی قیمتوں میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے۔ کسی بھی کمپنی کی 30 پوٹینسی کی ادویہ کی قیمتیں ایک جیسی ہوں گی۔ 200 طاقت کی ادویہ کی قیمتیں ایک جیسی جبکہ ایک لاکھ طاقت ادویہ کی قیمتیں بھی ایک جیسی ہوں گی۔ مثلاً اگر ایک کمپنی کی سلفر 30 (10ml) کی قیمت 20 روپے ہوگی تو اس کمپنی کی نکس وامیکا 30 کی قیمت بھی 20 روپے ہی ہوگی۔ پلسٹیلا 30 ، کاربوویج 30 الغرض تمام 30 طاقت کی ادویہ کی قیمت 20 روپے ہوگی۔ اسی طرح تمام 200 طاقت کی ادویہ کی قیمتیں بھی ایک جیسی ہوں گی۔

25. ہومیو پیتھک خدمت خلق کا بہترین ذریعہ ہے۔ معمولی طاقت اوراستطاعت رکھنے والا انسان بھی حتیٰ کہ ایک غریب آدمی بھی محض چند روپوں سے سینکڑوں مریضوں کا علاج کرسکتا ہے۔

26. ہومیو پیتھک چونکہ روحانی اور سستا ترین طریق علاج ہے اس لئے اس میں امیر اور غریب ہر طرح کے مریض کو ایک ہی کوالٹی اور ایک ہی Standard کی ادویہ پڑیوں یا گولیوں میں ڈال کر دی جاتی ہیں۔

27. ہومیو پیتھک ادویہ سے بے شمار آپریشن والے عوارض محض خوردنی ادویہ کے استعمال سے رفع ہوجاتے ہیں اور مریض آپریشن کی صعوبت اور بڑے اخراجات سے بچ جاتا ہے۔

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

دنیا کی پہلی پیپر بیک کتاب

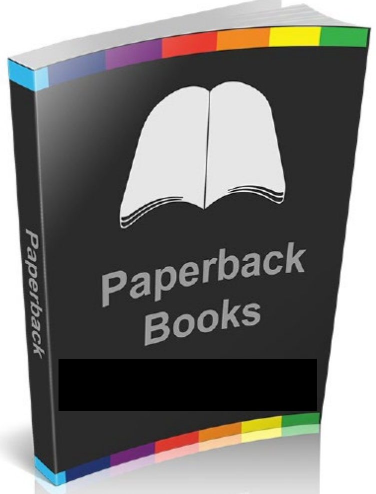

برطانوی پبلشر ایلن لین کا نام کتابوں کی دنیا میں اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس دن کتابوں کی صنعت میں پیپر بیک کتابوں کی بنیاد ڈالی اور مجلد مہنگی کتابوں کی بجائے سستی پیپر بیک کتابوں کو رواج دیا۔

ایلن لین کی زندگی کا آغاز ہی کتابوں کے کاروبار سے ہوا تھا اور صرف 23 برس کی عمر میں وہ کتابوں کی ایک فرم کا ڈائریکٹر بن چکا تھا۔ 1935ء میں اس نے سو پونڈ کے سرمایہ سے ایک نئی فرم بنا کر پیپربیک کتابوں کی اشاعت کی بنیاد ڈالی۔ پیپر بیک کتابوں کی اشاعت کوئی نئی اختراع نہیں تھی اور کچھ لوگ پہلے بھی اس نوع کی کتابیں چھاپ چکے تھے۔ لیکن ایلن کا انداز اور تھا اس نے ادب کے دس شہ پاروں کا انتخاب کیا اور ایک ہی وقت میں دس کتابوں کا سیٹ بناڈالا۔ ہرکتاب کی قیمت فقط چھ شلنگ تھی کیونکہ ان کتابوں کا ایک بڑا آرڈر وول ورتھ سٹور کی جانب سے وصول ہوا تھا، جہاں ہر شے کی قیمت چھ شلنگ ہوا کرتی تھی۔

30 جولائی 1935ء وہ یادگار دن تھا۔ جب ایلن لین کی شائع کردہ پہلی کتاب منظر عام پر آئی۔ یہ آندرے موریس (Andre Mourois) کی لکھی ہوئی، شیلے کی سوانح تھی جس کا نام Aerial تھا۔

لین کا یہ تجربہ آہستہ آہستہ اتنا کامیاب ہوا کہ اسے بعض کتابوں کی 80,80 ہزار کتابیں چھاپنا پڑیں۔ ادبی کتابوں کے علاوہ سیاسی موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں کو بھی بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور دوسری جنگ عظیم کے آغاز سے پہلے صرف 1939ء میں لین کا ادارہ ایک لاکھ جلدیں شائع کرچکا تھا۔ اس کامیابی کا راز ارزانی اور معیار میں پوشیدہ تھا۔ چنانچہ جب 1960ء میں ایلن کے ادارے کی سلور جوبلی منائی گئی تو اس وقت تک یہ 3300 ٹائٹل چھاپ چکا تھا۔

ایلن کی دیکھا دیکھی دوسرے اشاعتی ادارے بھی دوڑ میں شریک ہوگئے اس نے نہ صرف نت نئی کتابیں شائع کیں بلکہ بعض مجلد بیسٹ سیلرز بکس کے پیپر بیک ایڈیشن بھی شائع کئے۔

ایلن لین کو 1952ء میں سر کا خطاب عطا ہوا۔ اس نے 1970ء میں 67 برس کی عمر میں وفات پائی۔

****

سادہ زندگی کی اہمیت اور تقاضے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1934ء میں تحریک جدید جیسی عظیم الشان آسمانی تحریک پیش کرنے کے بعد یہ بھی ضروری خیال فرمایا کہ اس تحریک کی عالمگیر ذمہ داریوں کو اٹھانے کیلئے جماعت کو تیا رکرنا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا آپ نے فرمایا :۔

’’اس زمانے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے سب مردو عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں تاکہ جس وقت قربانی کیلئے خداتعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں ۔

(مطالبات صفحہ 19)

اس پس منظر میں حضورؓ نے مطالبہ سادہ زندگی کے بارے میں جو ارشادات فرمائے وہ ہم سب کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں ۔ فرمایا :۔

1۔’’سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں کیونکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیادی اسی پر ہے۔‘‘

(مطالبات صفحہ 20)

2۔’’بے شک یہ نفلی قربانی ہے مگر بعض نفلی قربانیاں بھی بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا نوافل کے ذریعے ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکتا ہے۔‘‘

(مطالبات صفحہ 21)

3۔’’سادہ زندگی پر خاص زور دیا جائے۔ سادہ زندگی کے بغیر ہم آنے والی مہم کیلئے تیار نہیں ہو سکتے ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے۔‘‘

(مطالبات صفحہ 23)

4۔’’اچھی طرح یاد رکھو کہ سادہ زندگی اس تحریک کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔‘‘

(مطالبات صفحہ 25)

اس مطالبہ کی اہمیت بیان فرمانے کے ساتھ ہی آپ نے اس کے تقاضے بیان کرنے کیلئے بھی بروقت ارشادات فرمائے جن میں سے ایک اہم تقاضا آپ کے مذکورہ بالاارشاد ہی میں مضمر ہے کہ اس زمانے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جماعت نے پوری کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم مطالبے کو سمجھنے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

****

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

طاعون کے حوالہ سے چند مجرب نسخے

دن بہت سخت ہیں اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

- ’’دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا‘‘
- اٹھو نمازیں پڑھو اور قیامت کا نمونہ دیکھو
- کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو
- ’’چاہئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد سے بھر جائیں۔ اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی ہے اور آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے۔
- ’’ابتلاوں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے‘‘
- ’’اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کرتا‘‘

ان دعاؤں کے ورد کو بھی لازم پکڑیں

- رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِا وَانْصُرْنِا وَارْحَمْنِا
- رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِك وسلِّم اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ
- یَا حَفِیظُ یَا عَزِیزُ یَا رَفِیقُ

اوقات طلوع و غروب

ہفتہ 28 مارچ 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		5:03	18:34
مدینہ منورہ		5:01	18:36
قادیان	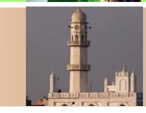	4:59	18:45
ربوہ	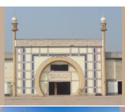	4:40	18:27
اسلام آباد ٹلفورڈ	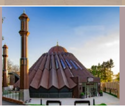	3:51	18:30